رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

فاروق قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸

QADIAN DELY. 16 APR 38

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۴

کیا آپ جلسہ سالانہ پر آئے تھے؟

اگر آئے تھے تو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جو پہلی تحریک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اخبار فاروق کے متعلق تیس ہزار کے مجمع میں یہ فرمائی تھی۔ کہ :-

"میں نے اس دفعہ ایڈیٹر صاحب فاروق کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ آئندہ فاروق کی طرز کو تبدیل کردیں۔ اس ضمن میں میں نے ایک بات انہیں یہ کہی ہے۔ کہ وہ اسے الفضل کے ہفتہ وار ایڈیشن کی طرح بنادیں۔ اور اس میں وہ الفضل کے ضروری ضروری مضامین درج کردیا کریں۔ جو ہفتہ بھر الفضل میں شائع ہوتے رہیں۔ اگر تمام مضامین کو شائع نہ کرسکیں۔ تو اہم اور ضروری مضامین کا انتخاب کرکے فاروق میں شائع کردیا کریں۔ تا وہ دوست جو صرف خطبہ لینا چاہیں۔ وہ اس کو خرید سکیں۔

اسی طرح میں نے انہیں اور بھی بعض ہدایات دی ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ اس طریق پر فاروق کو چلائیں گے۔ تو اسکی خریداری بہت بڑھ جائیگی۔ اور اسکی ضرورت نمایاں طور پر جماعت کے سامنے آجائے گی" آپ نے یہ تحریک سنی تھی؟ ضرور سنی تھی۔ تو فرمایئے۔ کہ آپ نے اس کے متعلق کیا عملی قدم اٹھایا؟ فاروق کی اشاعت ایک ہزار کم سے کم ہونی چاہیئے۔ ابھی صرف ۲۱۵ ہے۔ باوجودیکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے تجویز فرمودہ پروگرام کے مطابق فاروق سال رواں جنوری ۱۹۳۸ء سے شائع ہونا شروع ہوگیا ہے۔ یعنی (۱) فاروق کا سائز الفضل کے برابر کردیا ہے۔ (۲) کاغذ بھی عمدہ الفضل والا لگایا گیا ہے۔ (۳) فاروق میں روزانہ الفضل کے ہفتہ بھر کے پرچوں سے تمام ضروری اور اہم مضامین جن کا ہر احمدی تک پہنچنا ضروری ہے شائع ہوتے ہیں۔ (۴) فاروق میں خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت صاحب ایدہ اللہ اور دیگر ضروری تقریریں حضور کی الفضل سے نقل کی جاتی ہیں۔ (۵) فاروق میں نظارتوں کے ضروری اعلانات درج ہوتے ہیں (۶) فاروق میں تبلیغی رپورٹیں ہندوستان اور بیرونی مشنوں کی شائع کی جاتی ہیں (۷) فاروق میں ہر ہفتہ کی چیدہ عام خبریں لکھی جاتی ہیں۔ (۸) فاروق میں حسب گنجائش مخالفین اسلام و سلسلہ کے جوابات دیئے جاتے ہیں (۹) فاروق میں صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر علمی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں (۱۰) فاروق ۱۶ صفحہ پر ہر مہینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ (۱۱) فاروق کا چندہ بوجہ تبدیلی سائز و کاغذ وغیرہ صرف پانچروپیہ سالانہ اور دو روپیہ آٹھ آنہ ششماہی جو پیشگی وصول ہونا چاہیئے۔ رکھا گیا ہے۔ تاکہ ہر احمدی آسانی سے خرید سکے۔

دوستوں کو ہفتہ وار دارالامان کی تمام خبریں اور سلسلہ کے حالات اور مرکز کی اہم اطلاعیں اور عام خبریں اور خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ فاروق کے ذریعہ مل جائے گا۔ تا آئندہ کوئی احمدی یہ عذر نہ کرے۔ کہ ہمیں مرکز کے حالات معلوم نہیں ہوتے۔

پس احباب کو جلد سے جلد حضور کی تحریک کو عملی طور پر پورا کرکے فاروق کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا موجب ثواب اور خوشنودی حضور کا باعث ہوگا۔ میں فاروق کے خریداران کے اسماء گرامی حضور کی خدمت میں دعا کے لئے اور حضور کی اطلاع کی غرض سے کہ قوم نے کہانتک حضور کے ارشاد کی تعمیل میں قدم اٹھایا ہے۔ وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہوں گا۔ فاروق کے لئے درخواست خریداری مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکے دلوں میں اس تحریک کو بابرکت کرنے کا احساس پیدا کرے آمین۔ الداعی الی الخیر :- میر قاسم علی ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور

ویدک یونانی دواخانہ دہلی کی ادویات

یہ دواخانہ تحریک جدید کے ماتحت ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی میں کھولا گیا ہے۔ اس دواخانہ کی تمام ادویات مفردات یا مرکبات نہایت احتیاط سے پوری نگرانی میں تیار کی جاتی ہیں۔ جو اپنی نفاست اور فائدہ رسانی میں دیگر تمام دواخانوں سے ممتاز درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ دہلی جیسے شاہی شہر میں جہاں بڑے بڑے مشہور دواخانے موجود ہیں۔ ایک نئے دواخانہ کا کھولنا کالے دار دوالا معاملہ ہے جبتک کہ نیا دواخانہ ان سب پر بلحاظ عمدگی ادویات اور فائدہ رسانی کے سبقت نہ رکھتا ہو۔ اسکا چلنا ناممکن ہے۔ اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس دواخانہ میں نہایت دیانتداری سے ہر ایک مرکب دوائی خالص۔ عمدہ پورے وزن کے ساتھ دہلی کے مشہور حکیم حاذق کے مشورہ اور نگرانی میں تیار کی جاتی ہے۔ چنانچہ راقم الحروف ایڈیٹر فاروق نے اس دواخانہ کا تیار کردہ مار اللحم اور لبوب کبیر اور معجون سیر خرید کر استعمال کیا۔ تو واقعی ایسا نفع رساں اور زود اثر اور خوش ذائقہ اور مفرح اور مقوی پایا۔ کہ دوسرے دواخانوں سے حقیقتاً سبقت لے گیا۔ اور یہ سب خوبی اس امر کی ہے۔ کہ پورے وزن کے ساتھ خالص اور اعلیٰ مفرد دوائیوں سے یہ مرکبات تیار کئے گئے ہیں۔ میرے اس بیان کی تصدیق ہر وہ شخص کرسکتا ہے۔ جو اس دواخانہ سے کوئی دوائی مفرد یا مرکب منگا کر استعمال کرکے دیکھے۔ میں نے اپنی ذات پر جو اثر ان کی دوا کا محسوس کیا۔ وہ میرے لئے حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ مجھے اکثر کسی دوا کا خواہ وہ کسی قدر تیز یا محرک ہو کچھ مطلق اثر نہیں ہوتا۔ مگر ویدک یونانی دواخانہ نے اپنا نمایاں اثر مجھ سے منوالیا۔ خدا کرے اس دواخانہ میں اسی طرح کام ہوتا رہے۔ تاکہ یہ ترقی کے بام عروج پر پہنچکر اپنی شہرت کو چار چاند لگا دے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں ۱۰ اپریل تک خدا کے فضل سے اچھی رہی۔ ۱۱ اپریل شام کو گلے میں تکلیف ہو کر خفیف حرارت بھی ہو گئی۔ ۱۲ اپریل کو خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو ایام زیر اشاعت میں سر درد اور نزلہ اور کان کے درد کی بہت تکلیف ہے۔ گھبراہٹ بھی ہے احباب اس وجود باجود کی صحت کامل اور درازئ عمر کے واسطے خاص طور پر دعائیں کر کے ثواب حاصل کریں۔

(۳) ۱۰ اپریل بعد عصر مولوی ابوالعطا صاحب جالندھری کی ہمشیرہ صاحبہ کی اور ۱۱ اپریل کو بعد عصر مکرم حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی دختر کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ہر دو تقریبات پر بہت سے احباب کو مولوی صاحب اور مفتی صاحب نے مدعو کیا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی دونوں تقریبوں میں تشریف لا کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ دونوں رخصتانہ مبارک کرے۔ آمین۔ مفتی صاحب کی دختر مولوی عبدالوہاب صاحب عمر ابن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیاہی گئی ہے

(۴) ۱۲ اپریل کو تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ۱۱ اپریل کو مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات کے بعد کھل گئے۔ لڑکے طلباء پہنچ رہے ہیں۔ جو نہیں پہنچے۔ وہ جلد پہنچ جائیں۔

(۵) ۶ اپریل کو رات کے وقت بہت آندھی چلی کسی قدر ژالہ باری بھی ہوئی۔ اور بارش برسی جس سے فصل گندم کو کسی قدر نقصان پہنچا۔

(۶) ۱۲ اپریل کو ممبران تحقیقاتی کمیشن حسب اعلان تشریف لے آئے۔ اور ۱۳ اپریل کو کارروائی شروع کر دی۔

(۷) ہفتہ زیر اشاعت میں خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ بعض ضروری کاموں کی انجام دہی کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

جنازہ غائب

محمد یوسف صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ لدرول (کشمیر) درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کے والد خواجہ صابر جو صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۳۰ مارچ کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم مغفور نے وصیت کی ہے۔ میرا جنازہ تمام جماعت احمدیہ سے کراویں۔ اسلئے ناظرین فاروق سے گذارش ہے کہ وہ جنازہ غائب پڑھکر ثواب حاصل کریں۔

ایک محتسب کی ضرورت

ناظر صاحب امور عامہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ نظارت امور عامہ کو محتسب کی آسامی کے لئے ایک قابل ایل ایل۔ بی دوست کی ضرورت ہے۔ اس آسامی پر متعین ہونے والے دوست کو مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کے under training رکھا جائیگا اگر انہوں نے اپنی قابلیت اور اہلیت کا تسلی بخش ثبوت دیا۔ تو ان کا حق سمجھا جائیگا۔ کہ مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کی آسامی خالی ہونے پر ان کو اس آسامی پر ترقی دی جائے۔ مطلوبہ قابلیت رکھنے والے اور خدمت سلسلہ کا شوق رکھنے والے خواہشمند احباب اپنی درخواستیں ضروری مصالحہ کے ساتھ جن سے ان کی قابلیت واضح ہو سکے۔ اعلیٰ عہدیداران جماعت متعلقہ کی تصدیق کے ساتھ فوری طور پر نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔ تنخواہ ساٹھ روپے ماہوار ہوگی۔

مسئلہ خلافت پر ایک مفید انگریزی کتاب

ناظر صاحب تالیف و تصنیف اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام مسجد لنڈن نے ایک انگریزی کتاب "دی اسلامک کیلفیٹ" شائع کی ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ ہے۔ ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مسئلہ خلافت پر جس قدر موٹے موٹے اعتراض منکرین خلافت کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اس میں ان کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ موجودہ فتنہ مخرجین کے انسداد کیلئے یہ کتاب نہایت عمدہ ہے۔ انگریزی خواں احباب اسکو پڑھ کر فائدہ حاصل کریں۔ یہ کتاب قادیان سے میسرز سلطان برادرس سے ۱۴ ؍ میں مل سکتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ ہے۔

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

سہ ماہی اوّل

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء سے ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۳۸ء تک بہ تفصیل ذیل

ایک ہزار چار سو دو (۱۴۰۲) غیر احمدی نفوس نبوّت مسیح موعود ؑ اور خلافت محمود مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود پر ایمان لا کر داخل سلسلہ ہوئے

سالانہ جلسہ پر	جنوری لغایت اخیر مارچ سنہ ۳۸ء اندرون ہند بذریعہ خطوط و دستی	بیرون ہند
۵۹۰	۳۹۷	۴۱۵

تعزیت کے تار پر مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی طرف سے شکریہ

مہاراجہ پٹیالہ آنجہانی کی وفات پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز سے موجودہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو تعزیت و ہمدردی کا تار بھیجا گیا تھا۔ اس کا جواب پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائی نس پٹیالہ کی وساطت سے منجانب موجودہ مہاراجہ بہادر حسب ذیل موصول ہوا ہے:-

پٹیالہ ۵ اپریل

مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے امام حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کروں کہ انہوں نے ہز ہائی نس مہاراجہ بھوپندر اسنگھ جی صاحب کی اندوہناک اور بے وقت وفات کے اس صدمہ میں جو ہز ہائی نس مہاراج ادھیراج شاہی خاندان اور باشندگان پٹیالہ کو پہنچا ہے۔ پیغام ہمدردی بھیجا ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے متعلق بعض ضروری کوائف

(۱) سکول میں اس وقت طلباء کی تعداد ساڑھے آٹھ سو کے قریب ہے۔ اتنی تعداد پہلے کبھی نہیں ہوئی (۲) تعلیمی لحاظ سے خدا تعالےٰ کے فضل سے نتائج بالعموم نہایت اچھے رہتے ہیں۔ گذشتہ پانچ سالوں میں پچھتر اور نوے فی صدی کے درمیان طلباء میٹریکولیشن کے امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ (۳) طلباء کے ذہنی ارتقاء کے لئے سکول میں متعدد سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جن میں سے بعض نہایت اچھا کام کر رہی ہیں۔ بالخصوص ڈیبیٹنگ سوسائٹی جس کی غرض طلباء میں تقریر کا شوق پیدا کرنا اور مذاکرات کرانا ہے۔ (۴) کھیل کے میدان میں ہمارے سکول کے طلباء نے دیرینہ شاندار روایات کو برقرار رکھنے میں پوری سعی کی۔

(۵) جو طلباء باہر سے آکر سکول میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت اور نگرانی کا کام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ جو احمدی بچوں کو حاصل ہے۔ بورڈر نہایت شاندار اور وسیع بورڈنگ ہاؤس میں رہتے ہیں۔

(۶) تعلیمی لحاظ سے سکول کی نگرانی حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے سپرد ہے۔ جو طلباء کی بہتری اور بہبودی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

الغرض سکول خدا تعالےٰ کے فضل سے اس قابل ہے۔ کہ احباب اس میں اپنے بچوں کو بھیجکر ان کا مستقبل بہتر بنائیں۔

اخراج از جماعت

احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مولوی عتیق الرحمٰن صاحب کی نسبت یہ امر معلوم ہو کر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ وہ مخرجین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح امۃ الرحیم صاحبہ کی نسبت یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند میاں عبدالرب خاں صاحب مخرج کے ساتھ تعلق رکھتی رہی ہیں۔ لہٰذا ان ہر دو کو نظارت ہذا کی ہدایات کی خلاف ورزی کرنے کے قصور میں جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے۔ کسی دوست کو ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۴

خطبہ جمعہ مورخہ یکم اپریل ۳۸ء

ہر جگہ انجمن خدام الاحمدیہ قائم کی جائے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمایا: میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اُس دین اور اُن اصول کی حامل نہ ہوں۔ جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ اس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا۔ بے شک ترقی ہوتی ہے۔ مگر اس طرح کہ کبھی ترقی ہوئی۔ اور کبھی رُک گئی۔ کبھی بڑھ گئے۔ اور کبھی رخنہ واقعہ ہو گیا۔ اس طرح وہ الٰہی سلسلہ پہاڑوں کی طرح اونچا نیچا ہوتا چلا جاتا ہے لیکن بہر حال رخنہ بُری چیز ہے۔ کوئی اچھی چیز نہیں اور ہمیں اسکو جلد سے جلد دور کرنا چاہیئے۔ مگر یہ رخنے آج ہم میں ہی پیدا نہیں ہوئے۔

پہلی قوموں اور پہلے زمانوں میں

بھی موجود تھے۔ جن کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض لوگ ہماری جماعت پر یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ الٰہی سلسلہ ہے۔ تو اس میں فلاں نقص کیوں ہے۔ حالانکہ یہ باتیں پہلے زمانوں میں بھی تھیں۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے حقوق کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتی تھیں۔ اور بعض دفعہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی شکایت رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس لاتی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑے زور سے اسکی تائید کیا کرتیں۔ اور بار بار فرماتیں۔ کہ اس کے حقوق تلف ہو رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی بعض دفعہ فرماتے۔ کہ عائشہؓ! تم تو عورتوں کی بڑے زور سے حمایت کرتی ہو۔ پھر دین کے کاموں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑا حصہ لیتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارادہ فرمایا۔ کہ اعتکاف بیٹھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اسی وقت مسجد میں خیمہ جا لگایا۔ باقی امہات المؤمنین نے یہ دیکھا۔ تو انہوں نے بھی اپنے اپنے خیمے مسجد میں آ کر لگا دیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے۔ تو آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جس طرح کہیں فوج اتری ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح مسجد میں خیمے لگے ہوئے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یہ امہات المؤمنین کے خیمے ہیں۔ جو انہوں نے معتکف ہونے کے لئے لگائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اٹھاؤ سب کو۔ اگر یہ خیمے یہاں لگے رہے۔ تو لوگوں کو نماز پڑھنے کی جگہ کہاں ملے گی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عورتوں کے حقوق

کا ہمیشہ خیال رکھا کرتی تھیں۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا۔ اگر عورتوں کے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانہ میں ویسے ہی حالات ظاہر ہوتے۔ جیسے آج کل ظاہر ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیتے۔ اب یہ بالکل قریب زمانہ کی بات ہے زیادہ سے زیادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات پر تیس چالیس سال ہوئے ہوں گے۔ مگر آپ فرماتی ہیں۔ کہ اگر آج سے چند سال پہلے یہ حالات ظاہر ہوتے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم عورتوں کو مساجد میں آنے کی ممانعت فرما دیتے۔ اور آپ ؐ نے جو اجازت دے رکھی تھی اسے منسوخ فرما دیتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض حدیث العہد عورتیں یا غیر قوموں کی عورتیں پردہ میں پوری احتیاط ملحوظ نہیں رکھتی ہوں گی۔ اور لوگ اعتراض کرتے ہونگے۔ جس پر آپ ؓ نے یہ فرمایا۔ جیسے قادیان میں بھی بعض ایسی باتوں پر لوگ اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ مگر باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اعتراض کے وہ زمانہ خیر القرون ہی کہلاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے

اصلاحی پہلو سے اعتراض

کیا تھا۔ یہ نہیں کہا۔ کہ قوم گندی ہو گئی۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ان چیزوں کو قائم رکھا جائے۔ بلکہ ہمیں ان امور کی اصلاح کا فکر کرنا چاہیئے۔ اور وہ اصلاح اسی رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے۔ کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں۔ کہ

اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز

انہیں میسر آ جائے۔ اگر ان کے اندر اپنے طور پر یہ بات پیدا ہو جائے۔ تو پھر کسی حکم کی ضرورت نہیں رہتی۔ حکم دینا کوئی اچھا نہیں ہوتا۔

دنیا میں بہترین مصلح

وہی سمجھا جاتا ہے۔ جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں۔ کہ یہ کرو۔ اور وہ کرو۔ مگر قرآن یہ کہتا ہے۔ کہ اس لئے کرو۔ اس لئے کرو۔ گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا۔ بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ تو سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا یہ کامیابی کا ایک اہم گُر ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے۔ کہ واقصد في مشيك واغضض من صوتك (۲۰) کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے۔ اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائیں۔ بے شک تم آگے بڑھنے کی بھی کوشش کرو۔ مگر اتنے تیز بھی نہ ہو جاؤ۔ کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں۔ دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو۔ محبت۔ پیار اور سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو۔ کہ "ہم یوں کہتے ہیں"۔ بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو۔ کہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اور وہ کہیں۔ کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ واغضض من صوتك کے یہی معنے ہیں۔ گویا میانہ روی اور پُر حکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی روح پیدا کیا کرتی ہیں۔ اور پُر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے۔ کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں۔ کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی

ہمارا فائدہ

ہے۔ اور یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔ تو اس وقت یقیناً وہ ترقی کر جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں مثل ہے کہ سَو سیانے تے اِکو مت۔ یعنی اگر سو عقلمند ہوں تو وہ سب ایک ہی بات پر متفق ہوں گے۔ یہ نہیں ہو گا۔ کہ کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ۔ اسی طرح اگر ہم ساری جماعت کو عقلمند بنا دیں۔ تو سب کی ایک ہی رائے ہو۔ اور متحدہ عزم۔ متحدہ ارادے۔ اور متحدہ کوششیں اپنے اندر جو اثر رکھتی ہیں۔ وہ بہت وسیع ہوتے ہیں۔ لیکن اگر امیر کی عقل تو تیز ہے۔ لیکن مامور کی نہیں۔ مامور قدم قدم پر ٹھہر جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے سمجھا لیجئے۔ ایسا نہ ہو۔ مجھے کوئی غلطی لگ جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس امیر کی کوششیں بار آور نہیں ہوتیں۔ اور قوم کامیابی کا پھل کھانے سے محروم رہتی ہے۔ تو بہترین ذریعہ قومی ترقی کا یہ ہوتا ہے۔ کہ ساروں کی عقل تیز کر دی جائے۔ ادھر انہیں حکم ملے۔ اور ادھر طبائع اس پر عمل کرنے کے لئے پہلے ہی تیار ہوں۔ حدیثوں میں ایسے بہت سے واقعات آتے ہیں۔ کہ جب قرآنی احکام نازل ہوتے۔ تو صحابہ رضؓ کہتے۔ ہم تو پہلے ہی ان احکام کے منتظر تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ وہ فوراً عمل کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور بحث اور غلط بحث سے بچ جاتے۔

پس ایسے ذرائع کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جن سے قوم کے دماغ کی تربیت ہو۔ اور خصوصاً

نوجوانوں کے دماغ کی تربیت

ہو۔ کیونکہ زیادہ تر کاموں کی ذمہ واری آئندہ نوجوانوں پر ہی پڑنے والی ہوتی ہے۔ اگر نوجوانوں میں بُری باتیں پیدا ہو جائیں مثلاً نکمے پن کی عادت پیدا ہو جائے۔ یا سستی کی عادت پیدا ہو جائے یا جھوٹ کی عادت پیدا ہو جائے۔ تو یقیناً آج نہیں تو کل وہ قوم تباہ ہو جائے گی۔ بالخصوص جھوٹ تو ایسا خطرناک مرض ہے۔ کہ یہ انسان کے ایمان کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ بعض دفعہ پندرہ پندرہ سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک ہم ایک شخص کے متعلق یہ سمجھتے رہتے ہیں۔ کہ وہ بڑا بزرگ اور راستباز انسان ہے۔ مگر پھر پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ بڑا کذاب ہے۔ دیکھتا کچھ ہے۔ اور بیان کچھ کرتا ہے۔ مگر یہ باتیں بچپن میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔

پس نوجوانوں میں اگر اس قسم کی باتیں پیدا کر دی جائیں۔ اور ان کے اخلاق کو صحیح رنگ میں ڈھالا جائے۔ تو یقیناً قوم کی ترقی میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً میں نے تحریک جدید جاری کی۔ اس میں اگر غور کر کے دیکھا جائے۔ تو کامیابی

عورتوں اور بچوں کی مدد

کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر عورتیں اور بچے ہمارے ساتھ تعاون نہ کریں۔ تو یقیناً جماعت کا ایک حصہ اس پر عمل کرنے سے رہ جائیگا۔ لیکن اگر عورتیں اور بچے اس میں شامل ہوں۔ تو ہمارے کام میں بہت سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً سادے کپڑے ہیں۔ یا زیورات کی کمی ہے۔ یا ایک خاص عرصہ تک زیور بالکل نہ بنوانا ہے۔ اب جب تک عورتیں اس میں شریک نہ ہوں۔ ان باتوں پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے۔ یا ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ اس میں اگر بچے اور نوجوان شریک نہ ہوں تو یہ سکیم کس طرح چل سکتی ہے۔ یا مثلاً نکما نہ رہنا ہے۔ اب

نکمے پن کی عادت

بچوں میں ہی ہو سکتی ہے۔ بڑے تو اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے کئی آسودہ حال ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی نئی نسل یہ کہنا شروع کر دیتی ہے۔ کہ ہمارے ابا نواب ہمارے ابا فلانے۔ ہم فلاں کام کیوں کریں۔ اس میں ہماری ہتک ہے۔ اور پھر تمام خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ حالانکہ اگر ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی جائے۔ اور ان کے قلوب پر اس کا نقش کر دیا جائے۔ کہ جو شخص کام کرتا ہے۔ وہ عزت کا مستحق ہے۔ اور جو کام نہیں کرتا۔ نکما رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے۔ اور یہ کہ معمولی دولتمند یا زمیندار تو الگ رہے۔ اگر ایک بادشاہ یا شہنشاہ کا بیٹا بھی نکما رہتا ہے۔ تو وہ بھی اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار کا موجب ہے۔ اور اس چمار کے بیٹے سے بدتر ہے۔ جو کام کرتا ہے۔ تو یقیناً اگلی نسل درست ہو سکتی ہے۔ اور پھر وہ نسل اپنے سے اگلی نسل کو درست کر سکتی ہے۔ اور وہ اپنے سے اگلی نسل کو۔ یہاں تک کہ یہ باتیں

قومی کیریکٹر میں شامل ہو جائیں۔ اور ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جو باتیں قوم کی عادت بن جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ عادت ایک لحاظ سے بُری ہے۔ مگر اس میں بھی شُبہ نہیں۔ کہ ایک لحاظ سے وہ اچھی بھی ہوتی ہے۔ جب کوئی قوم بیدار ہو۔ اور اس وقت وہ اپنے اندر اچھی عادتیں پیدا کر لے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ قوم سو جاتی ہے۔ تو اسکی عادت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اور اس طرح وہ نیکی ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ محفوظ رہتی ہے۔ چاہے وہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ بلکہ کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

دنیا میں تین قسم کے انسان

ہوتے ہیں۔ ایک کی مثال تو اس کھیت کی سی ہوتی ہے۔ جس میں پانی آتا ہے۔ اور وہ اسے اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس میں سے خوب کھیتی نکلتی ہے۔ اور ایک کی مثال اس زمین کی سی ہوتی ہے۔ جس میں پانی آکر جمع تو ہو جاتا ہے۔ مگر کھیتی نہیں اگتی۔ دوسرے لوگ اس پانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ایک کی مثال اس کنکریلی زمین کی سی ہوتی ہے۔ جہاں پانی آتا ہے۔ تو نہ اس زمین میں جذب ہوتا ہے۔ اور نہ اس میں محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں۔ جو الٰہی نور اپنے اندر جذب کرتے اس سے فائدہ اٹھاتے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور ایک ایسے ہوتے ہیں۔ جو خود تو فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مگر جس طرح بعض زمینوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عادتاً کے طور پر بعض نیک کام ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کا گو انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچے مگر کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ نیکی محفوظ رہتی ہے۔ مثلاً اگر باپ التزام کے ساتھ سوچ سمجھ کر نماز پڑھنے کا عادی ہے۔ اور اس کا بیٹا نماز کا تارک ہے۔ تو پوتا بہر حال نماز کا تارک ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے باپ کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن اگر بیٹا نماز تو پڑھتا ہے۔ مگر عادتاً پڑھتا ہے۔ دلی ذوق وشوق کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ تو گو وہ اس فائدہ سے محروم رہے۔ جو حقیقی نماز پڑھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر نماز اس کے بیٹوں تک ضرور پہنچ جائے گی۔ اور ممکن ہوگا۔ کہ وہ اگلی نسل نماز سے حقیقی فائدہ حاصل کرے۔ تو عادتاً جو

نیکیاں پیدا ہو جائیں۔ وہ بھی قوم کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اور گو عادت کی وجہ سے وہ قوم اس سے خود فائدہ نہ اٹھائے۔ مگر وہ نیکی راستہ میں برباد نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اگلے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ان میں سے جو فائدہ اٹھانے کے اہل ہوں۔ وہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ اسی لئے جب کسی قوم میں تین چار نسلیں اچھی گزر جائیں۔ اس کے معیاری اخلاق دنیا میں قائم رہتے ہیں۔ مٹتے نہیں۔ اور اگر ایک دو نسلوں میں ہی کمزوری آجائے۔ تو وہ اخلاق راستہ میں ہی فنا ہو جاتے ہیں۔ پس اگر کئی اچھی نسلیں گزر جائیں۔ اور ان میں نیکیاں عادت کے طور پر پیدا ہو جائیں۔ تو گو کوئی زمانہ ایسا آجائے کہ وہ اصل نیکی کی روح سے محروم ہو جائے مگر چونکہ اس کا ظاہر باقی چھوڑا۔ اس لئے بعد میں آنیوالے اس سے پھر زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نمونہ ان کے پاس موجود ہوگا۔

تو اولاد کی درستی اور اصلاح اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور عورتوں کی درستی اور اصلاح یہ نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ اگر دوست چاہتے ہیں۔ کہ وہ تحریک جدید کو کامیاب بنائیں۔ تو ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ جس طرح ہر جگہ لجنات اماء اللہ قائم ہیں۔ اسی طرح ہر جگہ

نوجوانوں کی انجمنیں

قائم کریں۔ قادیان میں بعض نوجوانوں کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا۔ تو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل کرتے ہوئے ایک

مجلس خدام الاحمدیہ

کے نام سے قائم کر دی ہے۔ چونکہ ایک حد تک کام میں ایک دوسرے کے ذوق کا ملنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے شروع میں میں نے انہیں یہ اجازت دی ہے۔ کہ وہ ہم ذوق لوگوں کو اپنے اندر شامل کریں لیکن میں نے انہیں یہ ہدایت بھی کی ہے۔ کہ جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو۔ باقی لوگوں کو بھی اپنے اندر شامل کریں۔ مگر میں نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نوجوانوں میں کام کرنے کی روح پیدا ہو۔ یہ ہدایت کی ہے۔ کہ جو لوگ جماعت میں تقریر و تحریر میں خاص مہارت حاصل کر چکے ہوں۔ ان کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے جس کی وجہ سے بعض دوستوں کو غلط فہمی بھی ہوئی ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت کے ایک مبلغ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور کہنے لگے۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں نے کہا۔ میں تو ناراض نہیں۔ آپ کو یہ کیونکر وہم ہوا۔ کہ میں ناراض ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ میں میری شمولیت کی اجازت نہیں دی۔ میں نے کہا۔ یہ صرف آپ کا سوال نہیں۔ جس قدر لوگ خاص مہارت رکھتے

ہیں۔ ان سب کی شمولیت کی میں نے ممانعت کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر بڑے آدمیوں کو بھی ان میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ پریذیڈنٹ بھی انہی کو بنائیں گے۔ سکرٹری بھی انہی کو بنائیں گے۔ مشورے بھی انہی کے قبول کریں گے۔ اور اس طرح اپنی عقل سے کام نہ لینے کی وجہ سے وہ خود

بدّھو کے بدّھو

رہیں گے۔ مثلاً اگر میں کسی انجمن یا جلسہ میں شامل ہوں۔ تو یہ قدرتی بات ہے۔ کہ چونکہ جماعت کے اعتقاد کے مطابق خلیفۃ المسیح سے بڑا مقام اور کوئی نہیں۔ اس لئے وہ کہیں گے۔ کہ خلیفۃ المسیح کو ہی پریذیڈنٹ بنایا جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو تربیت پریذیڈنٹی سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ بیچ میں ہی رہ جائے گی۔ اور جماعت اس قسم کے تجربے سے محروم رہ جائیگی۔ پس میں نے خاص طور پر انہیں یہ ہدایت دی ہے۔ کہ جن لوگوں کی شخصیتیں نمایاں ہو چکی ہیں۔ ان کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے۔ تا انہیں خود کام کرنے کا موقع ملے۔ ہاں دوسرے درجہ یا تیسرے درجہ کے لوگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ تا انہیں خود کام کرنے کی مشق ہو۔ اور وہ قومی کاموں کو سمجھ سکیں۔ اور انہیں سنبھال سکیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اس وقت تک انہوں نے

جو کام کیا ہے اچھا کیا ہے

اور محنت سے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر میں انہیں یہ اجازت دے دیتا۔ کہ وہ پرانے مبلغین مثلاً مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب یا مولوی جلال الدین صاحب شمس اور اسی قسم کے دوسرے مبلغوں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جو اشتہارات اس وقت تک انہوں نے لکھے ہیں۔ سب وہی لکھتے۔ وہی اعتراضات کے جواب دیتے۔ اور دوسرے نوجوانوں کو کچھ بھی پتہ نہ ہوتا۔ کہ اعتراضات کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے۔ پس میں نے انہیں ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے سے روک دیا۔ میں نے کہا۔ تم مشورہ بے شک لو۔ مگر جو کچھ لکھو۔ وہ تم ہی لکھو۔ تا تم کو اپنی ذمہ داری محسوس ہو۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شروع میں وہ بہت گھبرائے۔ انہوں نے اِدھر اُدھر سے کتابیں لیں۔ اور پڑھیں۔ لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ فلاں بات کا کیا جواب دیں۔ مضمون لکھے اور بار بار کاٹے۔ مگر جب مضمون تیار ہو گئے۔ اور انہوں نے شائع کئے۔ تو وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ وہ دوسرے مضمونوں سے دوسرے نمبر پر نہیں ہیں۔ گو ان کو ایک ایک مضمون لکھنے میں بعض دفعہ مہینہ مہینہ لگ گیا۔ اور ہمارے جیسا شخص جسے لکھنے کی مشق ہو۔ شاید ویسا مضمون گھنٹے دو گھنٹے میں لکھ لیتا۔ اور پھر کسی اور کی مدد کی ضرورت بھی نہ پڑتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر وہ دس بارہ آدمی ایک ایک مضمون کے لئے مہینہ مہینہ لگے رہے۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا۔ کہ جو اسلامی لٹریچر ان کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ وہ ان کے سامنے آگیا۔ اور دس بارہ نوجوانوں کو پڑھنا پڑا۔ اور اس طرح ان کے معلومات میں بہت اضافہ ہوا۔ تو اگر اس قسم کے علمی کام یہ انجمنیں کریں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اسلامی تاریخ کی کتابیں اسلامی تفسیر کی کتابیں۔ حدیث کی کتابیں۔ فقہ کی کتابیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی کتب ان کے زیر نظر آجائیں گی اور انہیں اپنی ذات میں بہت بڑا علمی فائدہ حاصل ہوگا۔ دوسرا فائدہ جماعت کو اس قسم کی انجمنوں سے یہ پہنچیگا۔ کہ اسے

کئی نئے مصنف اور مؤلف مل جائینگے

تیسرا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ نوجوانوں میں اعتماد نفس پیدا ہوگا۔ اور انہیں یہ خیال آئے گا۔ کہ ہم بھی کسی کام کے اہل ہیں۔ اب اگر میں بڑے آدمیوں کو بھی انہیں اپنے اندر شامل کرنے کی اجازت دے دیتا۔ تو یہ سارے فوائد جاتے رہتے۔ لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تصنیف کا کام ہمیشہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص نہ عربی میں احادیث پڑھ سکتا ہے۔ نہ عربی تفسیریں دیکھ سکتا ہے۔ نہ عربی کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ پس ان کے لئے اور کاموں کی بھی ضرورت ہے۔ اور میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ

تحریک جدید کے اصول پر کام کرنے کی عادت

ڈالیں۔ نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کریں۔ انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں۔ دینی علوم کے پڑھنے اور پڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ اور ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ جو واقعہ میں کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ بعض طبائع صرف چودھری بننا چاہتی ہیں۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔ ایسوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ صرف پریذیڈنٹ اور سکرٹری بننا چاہتے ہیں۔ اور ان کا طریق یہ ہوتا ہے۔ کہ جس دن پریذیڈنٹ یا سکرٹری کے انتخاب کا سوال ہو۔ فوراً آجائیں گے۔ اور پھر کبھی شکل بھی نہیں دکھائینگے۔ لیکن جب دوبارہ انتخاب کا سوال ہو۔ تو پھر اپنے پندرہ بیس چیلے لے کر آجائیں گے۔ جنہیں پہلے سے یہ سکھا دیں گے کہ ہمیں ووٹ دینا اور اس طرح پھر پریذیڈنٹ یا سکرٹری بن جائیں گے۔ اور خیال کریں گے۔ کہ ان کی زندگی کا مقصد پورا ہوگیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک جگہ ایک مجلس قائم ہوئی۔ تو اس میں بڑا تفرقہ پیدا ہوگیا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ آپس میں خوب لڑائی ہوئی ہے۔ ایک کہتا ہے۔ میں پریذیڈنٹ بنوں گا۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ میں بنوں گا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں نے کہا۔ تم یوں کیوں نہیں کرتے۔ کہ ایک کو پریذیڈنٹ بنادو۔ دوسرے کا صدر نام رکھدو۔ تیسرے کو مربّی بنادو۔ اور چوتھے کو چیئرمین قرار دے دو۔ وہ یہ سنکر بڑے خوش ہوئے۔ اور انہوں نے اسی طرح کیا۔ ایک کے متعلق کہہ دیا۔ کہ یہ مربّی صاحب ہیں۔ اور چپکے سے اس کے کان میں کہہ دیا۔ کہ اجی مربّی ہی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ صدر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ پھر دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ کہ آپ ہیں صدر۔ اور دیکھئے۔ صدر ہی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ سب سے نمایاں جگہ اسی کو ملتی ہے مربّی کا کیا ہے۔ وہ تو گھر بیٹھا رہتا ہے۔ پھر تیسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ آپ ہمارے پریذیڈنٹ ہیں۔ صدر تو ملاؤں قل اعوذیوں کا لفظ ہے۔ آپ موجودہ زمانہ کے روشن دماغ انسانوں کی طرف دیکھئے وہ اپنے میں سے بہترین شخص کو پریذیڈنٹ بناتے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ کو اپنا پریذیڈنٹ بناتے ہیں۔ پھر چوتھے کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے۔ آپ ہمارے چیئرمین ہیں۔ چنانچہ سب خوش ہوگئے۔ کیونکہ انہیں کام سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہیں صرف اتنا شوق تھا۔ کہ جب مثلاً کسی ڈپٹی کمشنر کو کوئی چٹھی لکھنی پڑی۔ تو نیچے لکھ دیا۔ مربّی الیوسی ایشن۔ دوسرے نے لکھ دیا۔ چیئرمین مسلم ایسوسی ایشن۔ تیسرے نے لکھ دیا۔ صدر مسلم ایسوسی ایشن۔ چوتھے نے لکھ دیا۔ پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن محض یہ بتانے کے لئے کہ ہم مسلمانوں کے سردار ہیں۔ ورنہ کام کچھ نہیں کرتے۔ تو بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ اس قسم کے

عہدے لینے کیلئے مجالس میں شامل

ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کیلئے اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کے لئے۔ وہ وہی ہیں۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ویل للمصلین الذین ھم عن صلٰوتھم ساھون الذین ھم یراؤن (الماعون ۲۶) ریاء ہی ریاء ان میں ہوتی ہے۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔ تو میں نے انہیں نصیحت کی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو اپنے اندر مت شامل کریں۔ جو کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ بلکہ انہی کو اپنے اندر شامل کریں۔ جو یہ اقرار کریں۔ کہ وہ بے قاعدگی کے ساتھ نہیں بلکہ باقاعدگی کے ساتھ کام کیا کریں گے۔ بیقاعدگی کے ساتھ کام میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ اگر تھوڑا کام کیا جائے۔ لیکن مسلسل کیا جائے۔ تو وہ اس کام سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ جو زیادہ کیا جائے لیکن تواتر اور تسلسل کے ساتھ نہ کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ باہر کی جماعتیں بھی اپنی اپنی جگہ

خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں

یہ ایسا ہی نام ہے۔ جیسے لجنہ اماء اللہ۔ لجنہ اماء اللہ کے معنی ہیں اللہ کی لونڈیاں۔ اور خدام الاحمدیہ سے مراد بھی یہی ہے۔ کہ احمدیت کے خادم۔ یہ نام انہیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا۔ کہ وہ خادم ہیں۔ مخدوم نہیں۔ یہ جو بعض لوگوں کے دلوں میں خیال پایا جاتا ہے۔ کہ کاش ہم کسی طرح لیڈر بن جائیں۔ یہ بے ہودہ خیال ہوتا ہے۔ لیڈر بنانا خدا کا کام ہے۔ اور جس کو خدا لیڈر بنانا چاہتا ہے اسے پکڑ کر بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا۔ اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور نہ مجھے یہ خواہش تھی۔ کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا۔ کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا۔ کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دونگا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ہم نے دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں آپ ہمیشہ پیچھے ہٹ کر بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ پر نظر پڑتی۔ تو آپ فرماتے۔ مولوی صاحب آگے آئیں۔ اور آپ ذرا کھسک کر آگے ہو جاتے۔ پھر دیکھتے۔ تو فرماتے مولوی صاحب اور آگے آئیں۔ اور پھر آپ ذرا اور آگے آجاتے۔ خود میرا بھی یہی حال تھا۔ جب حضرت خلیفۂ اول رض کی وفات کا وقت قریب آیا۔ اس وقت میں نے یہ دیکھ کر کہ خلافت کے لئے بعض لوگ میرا نام لیتے ہیں۔ اور بعض اس کے خلاف ہیں۔ یہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ قادیان چھوڑ کر چلا جاؤں۔ تا جو فیصلہ ہونا ہو۔ میرے بعد ہو۔ مگر حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ میں نہ جا سکا۔ پھر جب حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی۔ تو اس وقت میں نے اپنے دوستوں کو اس بات پر تیار کر لیا۔ کہ اگر اس بات پر اختلاف ہو۔ کہ خلیفہ کس جماعت میں سے ہو۔ تو ہم ان لوگوں میں سے (جو اب غیر مبائع ہیں) کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ اور پھر میرے اصرار پر میرے تمام رشتہ داروں نے فیصلہ کیا۔ کہ اگر وہ اس امر کو تسلیم کر لیں۔ تو اول تو عام رائے لی جائے۔ اور اگر اس سے وہ اختلاف کریں۔ تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے۔ جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو۔ اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں۔ تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ اور میں یہ فیصلہ کر کے خوش تھا۔ کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی۔ چنانچہ گذشتہ سال حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے بھی حلفیہ بیان شائع کرایا تھا۔ کہ میں نے حافظ صاحب کو انہی دنوں کہا تھا۔ کہ ”اگر مولوی محمد علی صاحب کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بنا دے۔ تو میں اپنے تمام متعلقین کے ساتھ ان کی بیعت کر لوں گا“ (الفضل ۷ اگست ۳۷ء)

لیکن اللہ تعالیٰ نے دھکا دے کر مجھے آگے کر دیا تو

اللہ تعالیٰ جس کو بڑا بنانا چاہے

وہ دنیا کے کسی کونہ میں پوشیدہ ہو۔ خدا تعالیٰ اسکو نکال کر آگے لے آتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس کے لئے میں پھر حضرت لقمان والی مثال دیتا ہوں۔ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یا بنی انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السمٰوات او فی الارض یأت بھا اللہ (لقمان ع ۲) کہ اے میرے بیٹے۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز ہو۔ اور وہ کسی پتھر میں پوشیدہ ہو۔ یا آسمانوں اور زمین میں ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو نکال کر لے آئیگا۔ اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ اگر تمہارے دل میں ایمان ہو۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں خود اس کام پر مقرر کرے گا۔ جس کے تم اہل ہو۔ تمہیں خود کسی عہدہ کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے۔ تو وہ لوگ جو خدمتِ خلق کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں۔ پھر اگر خدا تعالیٰ تمہیں خود مخدوم بنانا چاہے۔ تو ساری دنیا مل کر بھی اس میں روک نہیں بن سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خدا تعالیٰ کے مسیح اور مامور تھے۔ اور پھر ایسے مامور تھے۔ جن کی تمام انبیاء نے خبر دی۔ ان کا ذکر تو بڑی بات ہے۔ میں اپنے متعلق ہی شروع سے دیکھتا ہوں۔ کہ مخالفتیں ہوتی ہیں اور اتنی شدید ہوتی ہیں۔ کہ ہر دفعہ لوگ یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اب کی دفعہ یہ مخالفانہ ہوائیں سب کچھ اڑا کر لے جائیں گی۔ مگر پھر وہ اس طرح بیٹھ جاتی ہیں۔ جس طرح جھاگ بیٹھ جاتی ہے۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ قائم کرنا چاہے۔ اسکو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

پس تمہیں اپنے دلوں میں سے

ہر قسم کی نمود کا خیال مٹا کر

کام کرنا چاہیئے۔ بڑبولا ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ بعض لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ تیز کلامی میں مشغول ہیں۔ صحابہ رض چونکہ سادہ کلام کرنے کے عادی تھے۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ معمولی فقرہ فرما دیا۔ کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو باتیں کرتے دیکھا ہے۔ آپ تو اس طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ اب ایک نیک شخص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مومن انسان کو یہ فقرہ بالکل کاٹ دینے والا ہے۔ اور وہ اسی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ کس رنگ میں گفتگو کرنی چاہیئے۔

تو بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ زبان کے رس میں ساری کامیابی ہے۔ حالانکہ اصل چیز باتیں کرنا نہیں۔ بلکہ کام کرنا ہے۔ مگر میں انہیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ یعنی یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی اور ان مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی جو میرے اس خطبہ کے نتیجہ میں قائم ہوں۔ کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ ان کا

تعداد پر بھروسہ نہ ہو

بلکہ کام کرنا ان کا مقصود ہو۔ یہ بات میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ لیکن آج مجھے اس طرف خاص توجہ اس لئے ہوئی ہے۔ کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک عہدہ دار کی مجھے چٹھی ملی ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اس مجلس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اور بعض لوگ جو پہلے اس میں شامل تھے۔ وہ اب پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ حالانکہ اس بات پر بجائے رنجیدہ ہونے کے انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ میری تعلیم یہی ہے۔ کہ کام کرنے والے چاہئیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ محض تعداد بڑھانے کے شوق میں نااہلوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ ہم سے زیادہ تعداد شیعوں کی ہے۔ اور ان سے بھی زیادہ حنفیوں کی ہے۔ پھر غیر مسلموں کو جمع کیا جائے تو وہ مسلمان کہلانے والوں سے زیادہ ہیں۔

پس اگر تعداد کی زیادتی پر ہی مدار رکھا جائے تو پھر تو انسان کو باطل کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ حالانکہ

نیک کام ہمیشہ نیک بنیاد سے ہوتے ہیں

میں کہتا ہوں۔ یہ سوال نہیں۔ کہ تمہارے دس ممبر ہیں۔ یا بیس یا پچاس یا سو۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک سکرٹری یا پریذیڈنٹ ہی کہی ہاتھ میں لے لے۔ اور گلیوں کی صفائی کرتا پھرے۔ یا لوگوں کو نماز کے لئے بلائے۔ یا کوئی غریب بیوہ جس کے گھر سودا لا کر دینے والا کوئی نہیں۔ اسے سودا لا کر دے دیا کرے۔ تو بے شک پہلے لوگ اسے پاگل کہیں گے۔ مگر چند دنوں کے بعد اس سے باتیں کرنی شروع کر دیں گے۔ پھر انہی میں سے بعض لوگ ایسے نکلیں گے جو کہیں گے۔ کہ ہمیں اجازت دیں۔ کہ ہم بھی آپ کے کام میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح وہ ایک سے دو ہوں گے۔ دو سے چار ہوں گے۔ اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں نہیں لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ تو نیک کام کرتے وقت کبھی یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کتنے آدمی اس میں شریک ہیں۔ اگر وہ کام جسے تم کرنا چاہتے ہو۔ واقعہ میں نیک اور پسندیدہ ہے۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں تم ایک سے دس ہو جاؤ گے۔ پھر دس سے سو بنو گے۔ اور سو سے ہزار ہو جاؤ گے کیونکہ نیک کام اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ آج کل

یورپ میں ایک بہت بڑی انجمن

ہے۔ جس کی نہ صرف یورپ میں۔ بلکہ سارے ایشیا میں شاخیں ہیں۔ روٹری کلب اس کا نام ہے۔ اور لاکھوں اس کے ممبر ہیں۔ یہ کلب امریکہ سے شروع ہوئی تھی۔ پہلے اس میں صرف تین آدمی شامل تھے۔ لوگ ان سے مخول کرتے۔ انہیں پاگل اور احمق قرار دیتے۔ مگر وہ خاموشی سے اپنے کام میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ سال دو سال کے بعد سات آٹھ ممبر ہو گئے۔ اور پھر تین چار سال کے بعد تو سینکڑوں تک نوبت پہنچ گئی۔ اب اسے قائم ہوئے غالباً بیس پچیس سال گذر چکے ہیں۔ اور اس کے لاکھوں ممبر یورپ اور ایشیا میں موجود ہیں۔ تو یہ خیال پیدا ہو جانا کہ ہماری مجلس میں کم آدمی شامل ہیں۔ زیادہ شامل ہونے چاہئیں۔ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ مخفی طور پر دل میں

شہرت کی خواہش

ہے۔ ورنہ مقصد ہو۔ تو تعداد کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ وہ تعداد بڑھانے کے شوق میں کام نہ کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ جنہیں بعد میں نکالنا پڑے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ کہ صرف کام کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے اور جو کام کرنے کا شوق نہیں رکھتے۔ انہیں شامل نہ کیا جائے۔ کیونکہ اندر سے گند کا نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن باہر سے گند نہ آنے دینا بہت آسان ہوتا ہے۔ پس ان کو اپنے نمونہ سے ایک نیک مثال قائم کرنی چاہیئے۔ پھر خود بخود نوجوانوں کے دلوں میں تحریک پیدا ہو گی۔ اور وہ بھی ان کے کام میں شریک ہونے کی خواہش کریں گے۔ کیونکہ وہ دیکھیں گے۔ کہ باوجود کام کرنے کے یہ زندہ اور ہشاش بشاش ہیں۔ پھر ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ اگر ہم بھی کام کریں۔ اور نیک نامی حاصل کریں۔ دنیا میں کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے اتنا وقت فلاں کام کے لئے دے دیا۔ تو دوستوں سے گپیں ہانکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی وقت نہیں رہے گا۔ اور اس طرح ہماری ساری بشاشت اور زندہ دلی ماری جائیگی۔ مگر جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ کام کرنے والوں کے چہرے بھی ویسے ہی ہشاش بشاش ہیں۔ اور پھر زائد بات یہ ہے۔ کہ انہیں لوگوں میں نیک نامی حاصل ہے۔ تو پھر وہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ دوستوں میں بیٹھ کر دو دو چار چار گھنٹے گپیں ہانکنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ خدمت خلق کا کوئی کام کیا جائے۔

پس افراد کا ان کو کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ جو شخص ان کی مجلس میں شامل نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق انہیں کوئی شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنا عملی نمونہ بہتر سے بہتر دکھانا چاہیئے۔ اگر تم نوجوانوں کے لئے کامل نمونہ بن جاؤ۔ تو یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ وہ تم سے نہ ملیں۔ وہ اگر نہ ملیں۔ تو تمہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ تمہارے نمونہ میں کوئی نقص ہے۔ یہاں بھی اور باہر کی جماعتوں میں بھی کئی غربا ہوتے ہیں۔ کئی بیمار ہوتے ہیں جنہیں کوئی دوائی لا کر دینے والا نہیں ہوتا۔ کئی بیوائیں ہوتی ہیں۔ جنہیں سودا سلف لا کر دینے والا کوئی نہیں ملتا۔ آخر یہ کتنی بے شرمی کی بات ہے۔ کہ ایک شخص بازار میں کسی دکان پر یا اپنے کسی دوست کے مکان پر بیٹھ کر دو دو تین تین گھنٹے گپیں مارتا چلا جاتا ہے۔ مگر جب اسے کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ اور خدمتِ خلق کے لئے تھوڑا سا وقت دو۔ تو وہ کہنے لگ جاتا ہے۔ کیا کروں۔ بڑا کام ہے۔ ذرا بھی فرصت نہیں ملتی۔ حالانکہ جس وقت وہ گپیں مار رہا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے نہایت ہی قیمتی وقت کا خون کر رہا ہوتا ہے۔ اسی وقت اس کے محلہ میں ایک بیوہ عورت کے بچے بلک بلک کر رو رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا۔ جو اسے آٹا لا کر دے یا دال لا کر دے۔ آخر یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ کیا جس وقت وہ یہ کہیں گے۔ کہ ہمارے پاس کوئی وقت نہیں تھا۔ اس وقت خدا یہ نہیں کہے گا۔ کہ تیرے پاس دو گھنٹے گپیں ہانکنے کے لئے تو تھے۔ مگر تجھے پندرہ منٹ کی فرصت نہیں تھی۔ کہ تو اس بیوہ کے بچوں کے لئے سودا لا کر دے دیتا۔ تو تم اپنا عملی نمونہ جس وقت لوگوں کے سامنے پیش کرو گے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ لوگ تم میں شامل ہونے کی خواہش نہ کریں۔ یہ سلسلہ تو خدا کا ہے۔ اور اس میں اس کے وہ بندے شامل ہیں۔ جن کو خدا نے اپنی رضا کے لئے چن لیا۔ میں کہتا ہوں ایک کافر سے کافر بھی

نیک نمونہ دیکھکر

متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ کے ایک استاد مولوی رحمت اللہ صاحب تھے۔ جو بعد میں مدینہ چلے گئے۔ وہ بڑے نیک اور بزرگ تھے مگر عیسائی مذہب سے انہیں کوئی واقفیت نہ تھی ایک دفعہ عیسائیوں کے ساتھ ان کا مباحثہ قرار پایا۔ ان کے مقابلہ میں جو پادری تھا۔ وہ بڑا ہوشیار اور عالم تھا۔ مگر یہ صرف قرآن اور حدیث جانتے تھے۔ اور چونکہ دانا اور سمجھدار تھے۔ اس لئے کہتے تھے۔ کہ اگر میں نے قرآن اور حدیث کو اس کے سامنے پیش کیا۔ تو وہ کہدیگا۔ کہ میں ان کو نہیں مانتا۔ دلیل ایسی چاہیئے۔ جسے یہ بھی تسلیم کرے۔ اور وہ مجھے آتی نہیں۔ آخر کہنے لگے۔ لوگوں سے کیا کہنا ہے۔ آؤ خدا سے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب ان کے دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ انہوں نے دروازہ کھولا۔ تو ایک شخص جبّہ پہنے ہوئے اندر داخل ہؤا۔ اور کہنے لگا۔ صبح آپ کا فلاں پادری سے مباحثہ ہے۔ میں بھی پادری ہوں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ توحید کے معاملہ میں آپ حق پر ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ بعض حوالے نوٹ کر لیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ ان حوالوں کا آپ کو علم نہ ہو۔ چنانچہ اس نے تمام حوالے لکھوا دیئے۔ اور صبح جب مناظرہ ہؤا۔ تو وہ پادری یہ دیکھکر حیران رہ گیا۔ کہ انہیں تو کسی حوالے کا علم نہ تھا۔ اب یہ کیا ہؤا۔ کہ یہ کہیں یونانی کتب کے حوالے دے رہے ہیں۔ تو کہیں عبرانی کتب کے حوالے پڑھ رہے ہیں۔ کہیں انگریزی کتب سے اقتباس پیش کر رہے ہیں۔ تو کہیں بائیبل سے توحید کی تعلیم سنا رہے ہیں۔ غرض انہوں نے زبردست بحث کی۔ اور اس پادری کو سخت شکست اٹھانی پڑی۔ اسی طرح روزانہ وہ رات کو آتا۔ اور حوالے لکھا جاتا۔ اور صبح آپ خوب دھڑلے سے پیش کرتے۔ بعد میں یہ مباحثہ انہوں نے کتابی صورت میں بھی شائع کر دیا۔ اور مظاہر الحق اس کا نام رکھا۔ ہندوستان میں لوگوں نے اس کتاب سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔

اب دیکھو۔ اس

پادری کی طبیعت پر حق کا اثر

تھا۔ اس نے جب دیکھا۔ کہ آج حق مظلوم ہے۔ تو اس کی حمایت کا اسے جوش آ گیا۔ اور اس نے کہا۔ آج توحید کہیں شکست نہ کھا جائے۔ چنانچہ وہ رات کو آتا اور حوالے لکھا جاتا۔ اور گو وہ لوگوں سے چھپ کر آیا۔ مگر بہر حال آ تو گیا۔

تو جب کوئی شخص نیک کام کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خود بخود لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ اس کی تصدیق اور تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس

قادیان کے نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ اپنا نیک نمونہ دکھائیں۔ خصوصیت سے میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اس رکن کو مخاطب کرتا ہوں۔ جس نے مجھے خط لکھا۔ اور میں اسے کہتا ہوں۔ کہ تم بھول جاؤ اس امر کو کہ قادیان میں کوئی اور شخص بھی ہے۔ تم سمجھو۔ کہ صرف تم پر ہی اس کام کی ذمہ داری عائد ہے۔ کیونکہ وہ شخص ہرگز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن نہیں ہو سکتا۔ جو کہتا ہے۔ کہ میری یہ ذمہ واری ہے۔ اور فلاں کی وہ ذمہ واری ہے مومن وہ ہے۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ صرف اور صرف میری ذمہ واری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ ہم تجھ سے پوچھیں گے۔ کسی اور سے نہیں۔ مگر اس سے مراد بھی صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں۔ بلکہ

ہر مومن مراد ہے

اور خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ میں تم میں سے ہر شخص سے یہ سوال کرونگا۔ کہ تم نے کیا کیا۔ مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی ہے

اپنے ایک فعل پر جو گو ایک بچگانہ فعل تھا

مگر جس طرح بدر کے موقعہ پر ایک انصاری نے کہا تھا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپکے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑینگے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہؤا نہ گذرے۔ اور اس صحابی کو اپنے اس فقرہ پر ناز تھا۔ اسی طرح مجھے بھی اپنے اس فعل پر ناز ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے۔ تو چونکہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جبکہ ابھی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئی تھیں۔ اور چونکہ میں نے عین آپ کی وفات کے وقت ایک دو آدمیوں کے منہ سے یہ فقرہ سنا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ عبد الحکیم کی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کریں گے محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ توان باتوں کو سنتے ہی پہلا کام جو میں نے کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں خاموشی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاش مبارک کے پاس گیا۔ اور سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر میں نے خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے خدا میں تیرے مسیح کے سرہانے کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی پھر گئی۔ تو میں اس دین اور اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے کھڑا رہوں گا۔ جس کو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کیا ہے۔ میری عمر اس وقت انیس ۱۹ سال کی تھی۔ اور انیس ۱۹ سال کی عمر میں بعض اور لوگوں نے بھی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ مگر وہ جنہوں نے اس عمر میں شاندار کام کئے ہیں۔ وہ نہایت ہی شاذ ہوئے ہیں۔ کروڑوں میں سے کوئی ایک ایسا ہؤا ہے جس نے اپنی اس عمر میں کوئی شاندار کام کیا ہو بلکہ اربوں میں سے کوئی ایک ایسا ہؤا ہے۔ اور مجھے فخر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس موقع پر مجھے یہ فقرہ کہنے کا موقع دیا۔ تو مومن کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھے اصل ذمہ وار میں ہوں۔ جب کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ میں اور فلاں ذمہ وار ہیں۔ وہ سمجھے۔ کہ اس کا ایمان ضائع ہو گیا۔ اور اس کے اندر منافقت آگئی۔

ہم میں سے ہر شخص سمجھتا اور سچے دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہے۔ کہ احمدیت سچی ہے۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ مگر کیا اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ کسی وقت سب لوگ فوت ہو جائیں۔ یا مقطوع النسل ہو جائیں۔ یا نعوذ باللہ مرتد ہو جائیں۔ اور صرف اکیلا کوئی شخص باقی رہ جائے۔ تو وہ اس کام کو چھوڑ دے گا۔ یقیناً وہ اس کام کو کبھی نہیں چھوڑیگا۔ بلکہ وہ سمجھیگا۔ کہ اس کام کے کرنے کا بہترین وقت یہی ہے۔ کیونکہ جتنے تھوڑے لوگ ہوں گے۔ اسی قدر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زیادہ عمدگی سے ان پر پڑے گا۔ اگر ایک سیر بھر مصری سمندر میں ڈال دی جائے۔ تو مٹھاس کا پتہ تک نہیں لگ سکتا۔ لیکن اگر گلاس دو گلاس میں اتنی مصری ملا دی جائے تو بہت زیادہ میٹھا ہو جائے گا۔ اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ جب ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ نفوس پر پڑے گا۔ تو وہ پھیل جائے گا۔ لیکن جب وہ ایک ہی شخص پر پڑیگا تو وہ مجسم محمدؐ بن جائے گا۔ پس اگر ایک نیکی میں تمہیں

اکیلے کام کرنے کا موقع

ملتا ہے۔ تو تمہارا دل خوشی سے بلّیوں اچھلنا چاہیئے کیونکہ تم اس کام میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل کامل بنو گے۔ اور دوسرا کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ لے رہا ہو۔ پس یہ وہم اپنے دلوں سے نکال دو۔ کہ لوگ تمہارے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر سکتا ہے۔ سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے اور وہ ضائع ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ تم نیک کام کرو۔ اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از وقت ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جب کوئی شخص مقبول ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے فرشتوں کو پتہ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ فلاں بندہ میری نگاہ میں مقبول ہے۔ پھر وہ اگلے فرشتوں کو بتاتے ہیں۔ اور وہ اپنے سے اگلے فرشتوں کو فیوضع له القبول فی الارض یہاں تک کہ دنیا کے لوگوں کے دلوں میں اسکی قبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ مگر اس مقبولیت کا پیمانہ تمہارے دل کا اخلاص ہے۔ تمہارے دل کا اخلاص جتنا زیادہ ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ یہ مقبولیت ہوگی۔ اور تمہارے دل کا اخلاص جتنا کم ہوگا۔ اتنی ہی کم یہ مقبولیت ہوگی۔

پس میں یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ اور ان بیرونی جماعتوں کو بھی جن کے نوجوان اس مجلس کی نقل میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ

اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے

اس نیت سے کام کریں۔ کہ صرف کام کرنے والے نوجوان اپنے اندر شامل کریں گے۔ تعداد بڑھانے کے لئے ہر شخص کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جو تجربہ کار لیکچرار یا تجربہ کار لکھنے والے ہیں۔ ان کو شروع میں اپنے اندر شامل نہ کیا جائے۔ بیشک نگرانی کے لئے کسی وقت ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ مگر انہیں اپنا ممبر نہ بنائیں۔ تا وہ ان کے کام پر حاوی نہ ہو جائیں۔ اور ان کی عقلیں ان کی عقلوں کے مقابلہ میں پست نہ ہو جائیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ ایک بڑے درخت کے نیچے اگر ایک چھوٹا پودا لگا دیا جائے۔ تو چند ہی دنوں میں وہ سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب بڑے لوگوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے۔ تو چھوٹوں کا ذہنی ارتقاء رک جاتا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ قادیان میں یہ

مرض نہایت شدت سے پھیلا ہؤا ہے

کوئی جلسہ ہو۔ کوئی ٹی پارٹی ہو۔ کوئی دعوت ہو اسمیں مجھے ضرور شامل کریں گے۔ جس کا یقیناً انہیں یہ نقصان پہنچتا ہے۔ کہ انہیں خود اٹھنے اور کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ایسا طریق بہت کم نظر آتا ہے اور گو صحابہ رضؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتے بھی تھے۔ مگر موقع کی حیثیت سے۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے۔ کہ جنازہ بھی خلیفۃ المسیح پڑھائیں نکاح بھی خلیفۃ المسیح پڑھائیں۔ کوئی دعوت ہو۔ تو اس میں بھی وہ ضرور شامل ہوں۔ کوئی ولیمہ ہو۔ تو اس میں بھی ضرور شامل ہوں۔ اسی طرح مبلغ کے جانے کی تقریب ہو۔ تب وہ شامل ہوں۔ اور آنے کی ہو۔ تو تب بھی وہ شامل ہوں۔ غرض خلیفہ سے اتنے کاموں کی امید کی جاتی ہے۔ کہ جن میں شامل ہونے کے بعد دین کی ترقی اور اس کے کاموں میں حصہ لینے کا اس کے لئے کوئی وقت ہی نہیں رہتا۔ اور اس کا کام صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے۔ کہ دعوتیں کھائیں ملانوں کی طرح پیٹ پر ہاتھ پھیرا ڈکار لیا اور سو رہے۔ یہ ایک مرض ہے۔ جس کے نتیجہ میں افراد کا ذہنی ارتقاء مارا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بڑے درخت کے نیچے جو پودے لگے ہوئے ہوں۔ وہ نشوونما نہیں پاتے پھر اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ جب کوئی اور تحریک کرتا ہے۔ تو لوگ اس کی بات پر کان نہیں دھرتے اور وہ میرے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ آپ اس امر کے متعلق تحریک کریں۔ میں اس وقت دل میں ہنستا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ یہ سزا ہے۔ جو ان لوگوں کو اس لئے مل رہی ہے۔ کہ انہوں نے لوگوں کو یہ عادت ڈال دی ہے۔ کہ جب تک کوئی بات خلیفہ نہ کہے۔ اس کا ماننا کوئی ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ حالانکہ

دینی مشاغل اور قرآن کا درس و تدریس

اور دوسرے ایسے ہی بیسیوں کام ہیں خلیفہ کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یا کسی ناظر کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ دلی شوق سے یہ کام کرنے چاہئیں۔ اور اگر وہ آجائیں۔ تو سارا کام انہی کا دماغ کر رہا ہوگا۔ اور باقی لوگ خاموش بیٹھے رہینگے اور اس کا نتیجہ قوم کے لئے مہلک ہوگا۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم یعنی اے مومنو تم بہت باتوں کے متعلق سوالات نہ کیا کرو۔ کیونکہ اگر خدا ان باتوں کو بیان کریگا۔ تو تمہیں دکھ پہنچے گا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ دکھ کیوں پہنچے گا۔ کیا خدا کے احکام دکھ دینے والے ہوتے ہیں۔ خدا کا تو ہر حکم انسان کیلئے باعث رحمت ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ اگر خدا نے ان باتوں کو بیان کیا۔ تو تمہیں دکھ پہنچیگا۔ بعض لوگ نادانی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تم نے بار بار سوال کیا۔ تو خدا ناراض ہو کر تمہیں کوئی سخت حکم دیدیگا۔ یعنی جب مثلاً یہ پوچھا۔ کہ دو نمازیں پڑھنی چاہئیں یا پانچ۔ تو خدا کہے گا۔ اچھا تم نے تو یہ پوچھا ہے۔ میں بطور سزا تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم چھ نمازیں پڑھا کرو۔ مگر یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ خدا کوئی تھکنے والا وجود نہیں۔ کہ ایک دو سوالوں سے نعوذ باللہ وہ گھبرا جائے۔ اور اکتا کر سخت حکم دینے شروع کر دے اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اگر تم ہر بات مجھ سے دریافت کرو گے۔ اور اپنی عقلوں پر زور نہیں ڈالو گے۔ تو تمہارے

قوئی دماغیہ کمزور اور بیکار ہو جائینگے

کیونکہ جس عضو سے ایک عرصہ تک کام نہ لیا جائے وہ بے کار ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے کام نہ لیا جائے تو ہاتھ خشک ہو جاتا ہے۔ دماغ سے کام نہ لیا جائے تو دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پس فرماتا ہے۔ اگر تم ہم سے پوچھو گے۔ تو گو ہم تمہیں وہ بات بتا دیں گے۔ مگر پھر تم فقیہہ نہیں رہو گے۔ بلکہ نقال بن جاؤ گے۔ حالانکہ قوم کی ترقی کے لئے فقیہوں کا ہونا نہایت ضروری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ کام تحریک جدید کے اصول پر کریں۔ میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ الامام جنة یقاتل من ورائه۔ تمہارا کام بے شک یہ ہے۔ کہ تم دشمن سے لڑو۔ مگر تمہارا فرض ہے۔ کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو۔ پس

کوئی نیا پروگرام بنانا

تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریکِ جدید کا ہی ہوگا۔ اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز ہو گے تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔ اسی طرح باہر جو انجمنیں بنیں وہ بھی اسی رنگ میں کام کریں۔ مگر موجودہ حالات میں جس طرح قادیان کی لجنہ کو میں نے باہر کی لجنات پر ایک برتری اور فوقیت دی ہوئی ہے۔ اسی طرح میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ موجودہ حالات میں عارضی طور پر سال دو سال کے لئے قادیان کی مجلس خدام الاحمدؐیہ کی بیرونی جماعتوں کی مجالس خدام الاحمدیہ شاخیں ہوں گی۔ اور ان کا فرض ہوگا۔ کہ اس انجمن کے ساتھ اپنی انجمنوں کا الحاق کریں۔ اور اس انجمن کی اپنے آپ کو شاخ سمجھیں۔ اسی طرح ہر جگہ ان کا یہ کام ہوگا۔ کہ وہ سلسلہ کا لٹریچر پڑھیں نوجوانوں کو دینی اسباق دیں۔ مثلاً صبح کے وقت یا کسی اور وقت ایک دوسرے کو پڑھایا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ اور پھر ان کا امتحان لیا جائے اسی طرح وہ خدمت خلق کے کام کریں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ مسلمان غریبوں اور مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جائے۔ بلکہ اگر ایک ہندو یا سکھ یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ اس کے دکھ کو دور کرنے میں حصہ لو۔ کہیں جلسے ہوں۔ تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کر دو۔ میں نے اسی قسم کے کاموں اور مقاصد کے لئے

احمدؐیہ نیشنل لیگ کور

قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اس کا بہت سا وقت لیفٹ اور رائیٹ میں ہی خرچ ہوگیا۔ وہ اپنے دائیں اور بائیں تو دیکھتے رہے۔ مگر انہوں نے اپنے سامنے کبھی نہ دیکھا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ انہوں نے اس وقت تک کوئی مفید کام نہیں کیا۔ انہوں نے بھی بعض مفید کام کئے ہیں۔ خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر اور دوسرے اجتماعوں کے مواقع پر ان کا جو انتظام ہوتا ہے۔ وہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مگر قواعد کرنے کے علاوہ یا بعض جسمانی خدمات کے علاوہ اور جن کاموں کی میں ان سے امید رکھتا تھا۔ وہ پورا نہیں ہوا۔ (میرے پاس لیگ کور کی قواعد کرانے والے افسروں نے اپنے کام کی فہرست پیش کی ہے۔ کہ وہ فلاں فلاں کام کرتے رہے ہیں۔ میں خطبہ میں ان کے کام کے اس حصہ کا خود ہی اعتراف کر چکا ہوں۔ میرا اظہار خیال قواعد سکھانے والوں کے متعلق نہیں۔ انہوں نے باقاعدگی سے کام کیا ہے۔ اور اس کا مجھے اعتراف ہے۔ جو شکوہ میں نے کیا ہے۔ وہ لیگ کا ہے۔ کہ دوسری اغراض جو علاوہ قواعد کے تھیں۔ وہ انہوں نے باوجود درجنوں دفعہ مجھ سے مشورہ لینے کے پوری نہیں کیں) بہر حال میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر

نیشنل لیگ

نے یہ مقصد پورا نہیں کیا۔ تو اب مجلس خدام الاحمدؐیہ کے ارکان ہی اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنی زندگی کو کار آمد بنائیں گے۔ اور سلسلہ کے درد کو اپنا درد سمجھیں گے لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو۔ وہ یہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھوں گا۔ کہ احمدیت کا ستون میں ہوں۔ اور اگر میں ذرا بھی ہلا۔ اور میرے قدم ڈگمگائے۔ تو میں یہ سمجھوں گا۔ کہ احمدؐیت پر زد آگئی۔

حضرت طلحہ رضؓ ایک بہت بڑے صحابی گزرے ہیں۔ ان کا ایک ہاتھ لڑائی کے موقع پر شل ہوگیا تھا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو جنگیں ہوئیں۔ ان میں کسی موقع پر ایک شخص نے طنزاً حضرت طلحہ رضؓ کو لنجا کہہ دیا۔ حضرت طلحہ رضؓ نے کہا۔ تمہیں پتہ بھی ہے۔ میں کس طرح لنجا ہوا پھر انہوں نے بتایا۔ کہ احد کے موقع پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کفار نے حملہ کر دیا۔ اور اسلامی لشکر پیچھے ہٹ گیا۔ تو اس وقت کفار نے یہ سمجھتے ہوئے کہ صرف محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ذات ہی ایک ایسا مرکز ہے۔ جس کی وجہ سے تمام مسلمان مجتمع ہیں آپ پر پتھر اور تیر برسانے شروع کر دئیے۔ میں نے اس وقت دیکھا۔ کہ اس بات کا خطرہ ہے۔ کہ کہیں کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک پر آ کر نہ لگے۔ چنانچہ میں نے اپنا بازو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منہ کے آگے کر دیا۔ کئی تیر آتے اور میرے بازو پر پڑتے۔ مگر میں اسے ذرا بھی نہ ہلاتا۔ یہاں تک کہ تیر پڑتے پڑتے میرا بازو شل ہوگیا۔ کسی نے پوچھا۔ جب تیر پڑ رہے تھے۔ تو اس وقت آپ کے منہ سے کبھی اُف کی آواز بھی نکلتی تھی۔ یا نہیں۔ کیونکہ ایسے موقع پر انسان بے تاب ہو جاتا۔ اور درد سے کانپ اٹھتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں اُف کس طرح کرتا۔ جب انسان کے منہ سے اُف نکلتی ہے۔ تو وہ کانپ جاتا ہے۔ پس میں ڈرتا تھا۔ کہ اگر میں نے اُف کی۔ تو ممکن ہے۔ میرا ہاتھ کانپ جائے۔ اور کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جا کر لگ جائے۔ اس لئے میں نے اُف بھی نہیں کی۔

دیکھو کتنا عظیم الشان سبق اس واقعہ میں پنہاں ہے۔ طلحہ رضؓ جانتے تھے۔ کہ آج محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کی حفاظت میرا ہاتھ کر رہا ہے۔ اگر میرے اس ہاتھ میں ذرا بھی حرکت ہوئی۔ تو تیر نکل کر محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جا لگے گا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ کو نہیں ہلایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ اس ہاتھ کے پیچھے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ ہے۔ اسی طرح اگر تم بھی اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو۔ اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو۔ کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ اور اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو نہیں۔ بلکہ ایک ہیں۔ تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ۔ اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

پس یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو۔ بلکہ تم یہ سمجھو۔ کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں۔ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسی طاقت ملے گی۔ جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکیگا۔

پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ

غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو

نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی۔ بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بیکسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو۔ کہ احمدی اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں۔ مشورہ دینے کے لحاظ سے میں ہر وقت تیار ہوں۔ مگر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم نمایاں شخصیتوں کو اپنا ممبر مت بناؤ۔ کیونکہ بڑے درخت کے نیچے اگر آؤ گے۔ تو تمہاری اپنی شاخیں سوکھ جائیں گی۔ اسی طرح

سچائی کو اپنا معیار قرار دو

قواعد کے تیار کرنے میں میں انشاء اللہ تمہاری ہر طرح مدد کروں گا۔ سر دست یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم ہر ممبر سے یہ اقرار لو۔ کہ اگر وہ جھوٹ بولے گا۔ اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔ تو وہ خوشی سے ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہے گا۔ جب تم سچائی پر قائم ہو جاؤ گے۔ جب تم نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر لو گے۔ جب تم دین کی خدمت کے لئے رات دن مشغول رہو گے۔ تب جان لینا کہ اب تمہارا قدم ایسے مقام پر ہے۔ جس کے بعد کوئی گمراہی نہیں۔

اسی طرح تمہیں چاہیئے۔ کہ تم تحریک جدید کے متعلق میرے گذشتہ خطبات سے تمام ممبران کو واقف کرو۔ اور ان سے کہو۔ کہ وہ اوروں کو واقف کریں۔ اور پھر ہر شخص اپنی ماں اپنی بہن اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو ان سے واقف کرے۔ اسی طرح میں لجنات اماء اللہ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اس رنگ میں کام کریں۔ اور جہاں جہاں لجنہ ابھی تک قائم نہیں ہوئی۔ وہاں کی عورتیں اپنے ہاں لجنہ اماء اللہ قائم کریں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو تحریک جدید کی والنٹیرز سمجھیں۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے اپنی زندگی کو وقف قرار دیں۔

اگر تم یہ کام کرو۔ تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے۔ اور اس دنیا کی زندگی کی حقیقت ہے ہی کیا (چند سال کی زندگی ہے۔ اور بس) مگر خدا تمہارا نام جانے گا۔ اور جس کا نام خدا جانتا ہو۔ اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ (الفضل)

ننگے سادھوؤں اور برہنہ سادھنیوں کا جلوس اس ترقی یافتہ اور تہذیب کے زمانہ میں بھی

ہردوار کے میلہ کنبھ میں ہر سال ننگے سادھوؤں اور ننگی سادھنیوں کا جلوس نکلتا ہے۔ اس دفعہ بھی اپنی پوری شان برہنگی کے ساتھ جلوس نکلا۔ بعض غیرتمند ہندوؤں نے اس حیا سوز جلوس کی مخالفت کی تھی۔ لیکن ان کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ الغرض تین ہزار ننگے سادھوؤں اور ننگی سادھنیوں نے پہلے جلوس نکالا۔ اور پھر لاکھوں ہندو مرد عورتوں کے سامنے گنگا مائی میں ڈبکیاں لگائیں۔ بقول ہندو اخبارات ننگے سادھوؤں کے پہلو بہ پہلو ہندو دیویاں بھی غسل مقدس اسی شان عریانی کے ساتھ کر رہی تھیں۔ بلکہ اشنان کے وقت ان کی تصویریں بھی اتاری گئیں۔ جس ہندو اخبار نے یہ فوٹو شائع کرنے میں پیشقدمی کی۔ وہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بکے گا۔ کیونکہ اس پر ایک پنتھ دو کاج کی مثل صادق آئے گی۔ ان لوگوں کو گھر بیٹھے برہنہ مہاتماؤں کے درشن حاصل ہو جائیں گے۔ نیز گنگا مائی میں ہزاروں ذکور واناث کی عریاں ڈبکیوں کا منظر بھی سامنے آ جائے گا۔ (ملاپ)

اردو زبان ہندو مسلم میں اتحاد کا ذریعہ ہے

رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو ملک کے ممتاز رہنماؤں میں ہیں۔ لکھنؤ کے مشاعرہ "بہار ادب" کے جلسۂ نثر کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر کی۔ اس میں فرمایا:۔

"دراصل یہ زبان (اردو) تو وجود میں آئی ہی اس لئے ہے۔ کہ ہندو مسلمان دونوں ایک دوسرے سے متحد ہو سکیں۔ کیونکہ اس وقت یہ تو ممکن نہ تھا۔ کہ کل ہندو عربی سیکھ لیتے۔ یا تمام مسلمان ہندی سیکھ لیتے۔ اس لئے اردو ایک مشترکہ زبان کی حیثیت سے وجود میں آئی۔ میں یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور اردو جاننے والے محض مسلمان ہیں۔ ...

میں بڑے افسوس سے دیکھتا ہوں۔ کہ ہم اس ذریعہ اتحاد کو کمزور کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر اس معاملہ کو نہ ہندو سمجھتے ہیں۔ نہ مسلمان۔ پچاس سال قبل یہ ہوتا تھا۔ کہ بچہ کا مکتب جب شروع ہوتا تھا۔ تو پانچ روپیہ والے مولوی صاحب سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس وقت نہ یونیورسٹیاں تھیں۔ نہ کچھ اور۔ مگر اس وقت یہ ہوتا تھا۔ کہ ہندو بچہ اسلامی تہذیب سے اور مسلمان کا بچہ ہندوؤں کی تہذیب سے واقف ہو جاتا تھا۔ جب آپ ایک دوسرے کی تہذیب و تمدن سے واقف نہ ہوں گے۔ تو بھلا آپس میں اتحاد و اتفاق کیسے ہو سکتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی عزت کس طرح کر سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اردو کی بنیاد اتحاد کے لئے قائم کی تھی۔ آپ اگر اتحاد کے جویا ہیں۔ جس کے بغیر ہندوستان ترقی کر نہیں سکتا ہے۔ تو آپ اردو زبان کو ترقی دیں"۔

ہندی پرور اور اردو کُش احباب اگر مسلمان کی زبان سے نکلی ہوئی بات نہیں سننا چاہتے۔ تو سر سپرو کی تو سُنیں۔ مدیر "صدق" بارہا عرض کر چکا ہے۔ کہ اردو کو ایک فریق بنا کر ہندی سے اس کے سمجھوتہ کے کوئی معنی ہی نہیں۔ اردو تو خود ہی فارسی عربی۔ سنسکرت ہندی کے سمجھوتے کا نتیجہ ہے۔ اسمار اس کے بیشتر باہر سے آئے ہوئے افعال و حروف اس کے تقریباً سارے کے سارے اسی دیس کی پیداوار دو تہذیبوں کے ملاپ کا اس سے بڑھ کر عملی نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے، حیف کہ ایسے قیمتی خزانہ کو اپنے ہاتھوں برباد کیا جا رہا ہے۔ (صدق)

یہودیوں کی ذلّت و تباہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہودیوں کے متعلق ضربت علیھم الذلة والمسکنة فرمایا ہے۔ کہ ان پر ذلت رسوائی اور خواری نازل کر دی گئی ہے۔ اگرچہ اس ارشاد مبارک کی تصدیق ہر زمانہ میں ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جرمنی اور اسٹریا کے یہودیوں پر جو ذلت اور مصیبت نازل ہے۔ وہ قرآن کریم کے ارشاد عالیہ کی تازہ تصدیق ہے۔ پہلے جرمنی نے انہیں اپنے ہاں سے خارج کر دیا۔ پھر اسٹریا پر قبضہ کر کے وہاں کے یہودیوں کا ٹیٹوا دبانا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس سود خور اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے والی قوم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ۱۷۰۰ سے زیادہ یہودی خودکشی کر چکے ہیں۔ روزانہ بالاوسط ۱۴۰ مُردے یہودیوں کے قبرستانوں میں دفن کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے یہودیوں کی روزانہ اموات کی اوسط ۴۰ سے زیادہ نہ تھی۔ یہودیوں کی ذلت اور رسوائی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ یہ قوم سلطنت کی نعمت سے محروم ہے۔ سارے جہان کے نقشہ پر نظر ڈالو۔ یہودیوں کی چپہ بھر زمین نظر نہیں آئے گی۔

چین اور جاپان کی جنگ

شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ چین جاپان کی موجودہ جنگ کیوں شروع ہوئی؟ تین ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ جاپانی سپاہی پیکنگ کے قریب فوجی مظاہرہ (جنگی نمائش) کر رہے تھے۔ کہ ان میں سے بعض نے چینی علاقہ میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن چینی پہرہ دار نے ان پر گولی چلا دی۔ اس کے دو تین ہفتہ بعد جاپانی فوجیوں کی ایک پارٹی نے جبراً اپنی موٹر چینی ہوائی جہازوں کے میدان میں لیجانے کی کوشش کی۔ پھاٹک پر ایستادہ چینی پہرہ دار نے انہیں منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ دونوں طرف سے گولیاں چلنے لگیں۔ اس باہمی چپقلش میں دو چینی اور دو جاپانی سپاہی کام آئے۔ جس کے بعد جاپانی بیڑہ کو بعجلت تمام شنگھائی جانے کا حکم دیا گیا۔ گویا وہ معمولی سے حوادث ایک خونریز جنگ کا بہانہ بن گئے۔ جس میں لاکھوں جانیں ہلاک اور اس سے کئی گنا اشخاص زخمی ہو چکے ہیں۔

ناظرین۔ فاروق کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے۔

مال و دولت پیدا کرنا

روزنامہ ٹائمز کے نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے کہ جرمنی کے ماہرین کیمیا مچھلی کے چانوں۔ آلو کے چھلکوں۔ انگور کے بیجوں اور فضلہ (انگور کی شراب نکالنے کے بعد جو بیج اور چھلکے بچ جاتے ہیں) کے استعمال پر ایک عرصہ سے غور کر رہے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ مچھلی کے چانوں سے پشم بن گئی آلو کے چھلکوں سے کاک کی چٹائیاں بن گئی ہیں۔ بھوسے سے سوٹ تیار ہو گئے ہیں۔ اور انگور کے فضلہ اور بیج سے ایک نفیس تیل تیار ہو گیا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ انگور کا وہ فضلہ جو جرمنی میں بیکار سمجھ کر پھینک دیا جاتا تھا۔ اب اس سے ہر سال دس لاکھ لٹر تیل تیار ہوا کرے گا۔ نامہ نگار نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ جرمن سائنسدانوں نے مصنوعی ربڑ سے جو ٹائر تیار کئے تھے۔ وہ قدرتی ربڑ کے ٹائروں کی نسبت بہت مضبوط اور پائیدار ثابت ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کوئلہ سے جو تیل نکالا تھا وہ ملک کی بہت سی ضروریات کو پورا کر رہا ہے لیکن مصنوعی پشم کے کپڑے ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے۔

غیر تعلیم یافتہ اقوام یہ سمجھتی ہیں۔ کہ صرف سونے چاندی کا نام دولت ہے۔ لیکن ترقی یافتہ دنیا کا فتویٰ اور فیصلہ یہ ہے۔ کہ مٹی۔ لاکھ۔ کوئلہ۔ لکڑی۔ راکھ اور ہوا کے اندر بھی زر و سیم اور لعل و جواہر کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ کوئی شخص علم و عقل اور عزم و استقلال کی امداد سے ان چیزوں کے اندر غوطہ زن ہو۔ اور ان مخفی خزانوں کو سطح سے باہر لے آئے۔ جرمنی کے ماہرین کیمیا کی کامیابی قرآنی تعلیم کی فتحمندی کا اعلان ہے۔ اور اس میں خود فراموش مگر تعلیمیافتہ مسلم نوجوانوں کے لئے زندگی کا سبق ہے۔ ہمارے دوست یہ سمجھتے ہیں۔ کہ صرف گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر ہی زر و سیم کا آشیانہ ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے چاروں طرف دولت کے سمندر موجزن ہیں۔ ہمارے قدموں کے نیچے زمین میں دولت موجود ہے۔ ہمارے جسم کے اردگرد ہوا میں دولت موجود ہے۔ ہماری نگاہوں کے سامنے خشک درختوں کے خشک اور زرد پتوں کے اندر دولت موجود ہے ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ کوئی غوطہ زن عقل آگے بڑھے۔ اور ان گہرے سمندروں میں کود جائے۔ اور کان کن روح میدان میں نکلے اور فرہاد بن کر اس دماغی کان کنی کی یاد تازہ کرے۔ اگر تم ان قدرتی کانوں کو کھود دو۔ اور علم و عقل کی طاقت سے ان گہرے سمندروں میں غوطہ زن ہو سکو۔ تو تم دولتمند بن سکتے ہو (ایمان)

بائیبل سوسائٹی لنڈن

یہ سوسائٹی ۱۹۰۴ء سے قائم ہے۔ اسکی کونسل ۳۶ ممبروں پر مشتمل ہے۔ جن میں ۶ غیر ملکی اور ۳۰ انگریز ہیں۔ ہیڈ آفس وکٹوریہ سٹریٹ لنڈن میں ہے۔ صرف گذشتہ سال میں دنیا کی کساد بازاری کے باوجود اس سوسائٹی نے انجیل کے ایک کروڑ ۱۳ لاکھ ۴۳ ہزار ۸۴۹ نسخے فروخت کئے۔ دنیا کی قریباً پون ہزار زبانوں میں انجیل کے تراجم ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض زبانیں ایسی بھی تھیں۔ جو صرف بولی جاتی تھیں۔ انہیں لکھنے کا رواج نہ تھا۔ عیسائی مشنری ان ممالک میں پہنچے۔ اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ جنگلی آدمیوں کی زبانیں سیکھیں۔ طریقہ تحریر ایجاد کیا۔ اہل ملک کو سکھایا۔ تاکہ وہ انجیل پڑھنے کے قابل ہو جائیں۔ پھر اسی زبان میں انجیل کا ترجمہ کیا اور انجیل شائع کر کے انہیں پہنچائی۔ اور وہ اسے پڑھ کر عیسائیت کے احاطے میں داخل ہو گئے۔

تین سال ہوئے جبکہ افریقہ کی ایک غیر معروف زبان میں انجیل کی تبلیغ اور اشاعت کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ تین سال کے بعد عیسائی مشنریوں نے یہ زبان خود سیکھی۔ طرز تحریر ایجاد کیا۔ اوروں کو سکھلایا۔ انجیل کا ترجمہ کیا۔ انجیل شائع ہو گئی۔ اور گذشتہ سال کی رپورٹ کے مطابق اب تک ساڑھے تین لاکھ انجیل کے نسخے اس ملک میں فروخت ہو چکے ہیں۔ گذشتہ ایک سو تیس سال میں یہ سوسائٹی انجیل کے پچاس کروڑ نسخے فروخت کر چکی ہے۔

انجیل کے تراجم کس طرح ہوتے ہیں؟

یہ کام لنڈن ہیڈ آفس سے پادری ایڈون سمتھ صاحب کے زیر نگرانی اس طرح ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے مشنری غیر ملکی زبانیں سیکھ کر انجیل کے تراجم پادری صاحب کو بھیجتے ہیں۔ پادری صاحب کے پاس دنیا کی تمام زبانوں کے ماہروں۔ عالموں۔ اور فاضلوں کی فہرست رہتی ہے۔ وہ کوشش کر کے اس زبان کے کسی اور ماہر کا پتہ نکالتے ہیں۔ جو اس ترجمہ کی تصحیح کرتا ہے۔ اور پھر اسے شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سمتھ صاحب ان غیر معروف زبانوں کے ماہر تیار کرتے ہیں۔ ڈکشنریاں اور دیگر کتابوں کی تصنیف کے ساتھ مناسب وقت پر دوسری اشاعت کے وقت ان تراجم پر نظر ثانی کر لی جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔

انجیل کی فروخت کا انتظام

اس کے لئے ایک خاص شعبہ ہے۔ حتی الوسع کسی کو انجیل کا نسخہ مفت نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ مشنریوں کا تجربہ ہے۔ کہ دام سے جو کتاب لی جاتی ہے۔ اس کو انسان زیادہ شوق اور رغبت سے پڑھتا ہے۔ انجیل کا ایک دام مقرر ہوتا ہے۔ جو استطاعت رکھنے والے ؎ عیسائیوں سے لیا جاتا ہے۔ لیکن غیر عیسائیوں میں اور عوام الناس میں فروخت کرنے کے لئے جو بھی دام ملے اسی پر دیدی جاتی ہے۔ چنانچہ سات روپے کی قیمتی انجیل کے کسی سے سات روپے بھی لیتے ہیں اور کہیں صرف ایک روپیہ میں ہدیہ کر دی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

آریہ سماج کی تباہی پر آریوں کی گواہی

ہم بارہا اس حقیقت کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ آریہ سماج بحیثیت ایک مذہبی فرقہ کے تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد کہ آریہ سماج سَو سال کے اندر مر جائے گا۔ واقعات کے رنگ میں پورا ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اب تو ذمہ دار آریہ سماجیوں کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے۔ نندلال جی کا ایک مضمون "درتمان اوستھا کیسے سدھرے" کے عنوان سے اخبار "پرکاش" ۲۷ مارچ میں شائع ہؤا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

"یہ خیال تقویت پکڑتا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج دن بدن کمزور ہو رہا ہے۔ پہلے یہ آواز مدھم تھی۔ اب یہ تیز ہوتی جاتی ہے۔ آریہ سماج کے نیتا یہ کوشش کرتے رہے۔ کہ آریہ سماج کے کمزور ہوتے جانے کا خیال زور نہ پکڑے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ آریہ سماج سے باہر کی آواز کو نظر انداز بھی کر دیں۔ کیونکہ وہ کسی خود غرضی پر مبنی بھی کہی جا سکتی ہے۔ آریہ سماج کے اندر سے بھی آواز آ رہی ہے۔ کہ آریہ سماج کمزور ہو رہا ہے۔ یہ آواز اس قدر زور سے آنے لگی ہے کہ اس کا سننا بھی ناگوار ہو رہا ہے۔

آریہ سماج کے ست سنگ اب پھیکے ہو رہے ہیں۔ حاضری گھٹ رہی ہے۔ آریہ سبھا سدولا کی سنکھیا میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا۔ سالانہ جلسے بے رونق ہو رہے ہیں۔ آریہ سماج کی سنستھاؤں اوستھا ڈانواڈول ہو رہی ہے۔ آریہ سماج کو دان کم ملتا ہے۔ عام جنتا میں آریہ سماج کے لئے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ غیر مذاہب کا آریہ سماج میں آنا تو رُکا ہؤا پہلے ہی ہے۔ اپنے بھی آریہ سماج سے مایوس ہو کر اسے چھوڑ رہے ہیں۔ کئی لوگ سنجیدہ طور پر یہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ اب آریہ سماج کہاں جائے گا۔ اور اس کا کیا بنے گا۔

آریہ سماج سیدھا آگے بڑھنے کی بجائے ایک چکر میں چلنے لگا ہے۔ بلکہ اب تو حالت یہ ہے۔ کہ وہ کولھو کے بیل کی طرح ایک دائرہ میں چکر کاٹ رہا ہے۔ جس طرح کولھو کا بیل تھک کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ آریہ سماج بھی کھڑا ہو جاتا ہے۔

آریہ سماج کے سنجیدہ لوگ اس حالت کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ اس کا علاج سوچتے ہیں۔ لیکن مایوسی اس قدر چھائی ہوئی ہے۔ کہ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔

آریہ سماج کے یہ نام نہاد براہمن آریہ جنتا کو بھرم میں رکھتے ہیں۔ اور یہ اپدیش دیتے رہتے ہیں۔ کہ آریہ سماج بڑی ترقی کر رہا ہے۔ اب ساری دنیا ویدک دھرم کے جھنڈے تلے آنے والی ہے۔ سب مل کر بولو۔ ویدک دھرم کی جے۔

پنجاب جو آریہ سماج کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بھی کمزور ہو گیا۔ چند ایک ستھانوں پر کمزوری ہوتی۔ تو اس کا علاج آسانی سے کیا جا سکتا۔ لیکن اب تو آریہ سماج کا مرکز بھی کمزور ہو گیا ہے۔"

ہندو لڑکیوں پر انگریزی تعلیم کا اثر

آریہ اخبار پرکاش لاہور ۲۷ مارچ پڑھی لکھی ہندو لڑکیوں کے متعلق حسب ذیل عبرتناک واقعات لکھتا ہے۔ واقعی انگریزی اعلےٰ تعلیم سے ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اگر ان کا انسداد نہ سوچا گیا۔ تو خطرہ بڑھتا ہی جائے گا۔ پرکاش لکھتا ہے۔ کہ

"اعلیٰ تعلیم پڑھی لکھی لڑکیوں سے کیا کروا رہی ہے۔ دو تازہ واقعات میرے سامنے ہیں۔ ایک یہ کہ اعلیٰ تعلیمیافتہ لڑکی نے جس نے تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ برس کی عمر ہو جانے پر بھی شادی نہیں کی۔ اپنی ماں اور بھائیوں کو گھر سے نکال دیا۔ ایک اور دوسری نے جس کی شادی ایک میٹرک پاس سے ہوئی تھی۔ ایک برس کے بعد اپنے پتی (خاوند) کو چھوڑ کر اپنے رنڈوے بہنوئی کا جا گھر بسایا۔

دونوں لڑکیاں ہندو ہیں۔ اور اعلےٰ گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ دونوں واقعات نئے نہیں۔ ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ اور دِنوں دن ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پہلی لڑکی ایک سرکاری سکول میں ٹیچرس ہے جسے سو روپیہ کے لگ بھگ تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے دو بھائی ہیں۔ باپ نہیں۔ پہلے اسکی ماں اور بھائی اسی کے مکان میں رہتے تھے۔ تب وہ کسی دوسرے شہر میں پڑھاتی تھی۔ لیکن جب وہ اپنے شہر میں آ گئی۔ تو آتے ہی ماں اور اپنے بھائیوں کو گھر سے نکال دیا۔ اس لئے کہ مکان میں صفائی نہیں رہتی۔

دوسری لڑکی بھی استانی تھی۔ اور نرسنگ کا امتحان پاس۔ چالیس ۴۰ پچاس کی کمائی تھی۔ بیاہ ہو گیا۔ تو نوکری چھوڑ دی۔ لیکن ایک بدنصیب میٹرک کے پلے پڑ گئی۔ جس کی آمدنی بمشکل چالیس ۴۰ کے قریب تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کو کوستی رہی کہ مجھ ہیرے کو بے رحم ماں باپ نے کوڑے کرکٹ پر پھینک دیا۔ وہ اپنے مائیکے گئی ہوئی تھی جب اسے لڑکا پیدا ہؤا۔ خاوند لینے گیا۔ لیکن وہ حیران رہ گیا۔ جبکہ اسے یہ معلوم ہؤا۔ کہ وہ تو اپنے بہنوئی کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ اسکی بہن ابھی مری تھی۔ گویا وہ اپنی بہن کی موت کا انتظار ہی کر رہی تھی۔ وہ ٹوٹے ہوئے دل کو لے کر گھر لوٹ آیا۔ کچھ ہی روز کے بعد اسے بیوی کا خط ملا۔ کہ میں نے اپنے بہنوئی سے شادی کر لی ہے۔ میں تمہیں طلاق دیتی ہوں۔ میں تم سے خرچ کے لئے ایک پیسہ تک نہ مانگونگی۔

ہندو جاتی کے دردمند والدین سوچیں۔ کہ کیا ان دو واقعات سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ مغربی تعلیم ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کدھر لے جا رہی ہے۔ وہ عیش اڑانے والی تیتریاں بن کر رہنا چاہتی ہیں۔ سوچو اور مستقبل کی تباہی سے بچنے کا انتظام کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔"

حق کی کشش

الہ آباد اور بنارس وغیرہ کے فسادات سے متاثر ہو کر گاندھی جی نے کانگرس کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے۔ اور آئندہ انتظام کے لئے یہ تجویز بتائی ہے کہ رضاکار ہزاروں کی تعداد میں بھرتی کئے جائیں۔ جو امن وامان بحال رکھنے کی کوشش کریں۔ پولیس اور فوج کو طلب کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

یہ تجویز پڑھ کر ہمیں خلافت اسلامیہ کا زمانہ یاد آ گیا۔ اسلام نے دنیا میں حکومت کا جو طریق جاری کیا ہے۔ وہ ایسا پسندیدہ اور بہترین طریقہ ہے۔ کہ اس ترقی کے زمانے میں بھی لوگ اسی کی طرف آ رہے ہیں۔ سب سے اول انتخاب (الیکشن) کا طریق ہے۔ جسے آج مہذب دنیا نے اختیار کر رکھا ہے۔ سب سے پہلے اسلام ہی نے اس کو جاری کیا تھا۔ خلیفۃ المسلمین کا انتخاب اور اس کا بااختیار ہونا جسے (آج کل ڈکٹیٹرشپ کہتے ہیں) اس کے اجرا کا فخر اسلام ہی کو ہے۔ دنیا کی تاریخ نہیں بتا سکتی۔ کہ جس زمانے میں اسلام نے یہ طریق جاری کیا۔ اس وقت دنیا کی کس حکومت میں اس کا رواج تھا۔ خلیفۃ المسلمین نے انتظامی طریق جو جاری کیا۔ وہ بھی قابل غور ہے۔ حکومت کا دارومدار فوج اور پولیس پر ہوتا ہے۔ مگر رسالت اور

احرار کی ناکامی و نامرادی

احرار نے شہید گنج کے متعلق ۱۹۳۵ء میں اعلان کیا۔ کہ شہید گنج ایجی ٹیشن یا سول نافرمانی سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ شہید گنج کو حاصل کرنے کی کوشش پہاڑ سے سر ٹکرانے کی طرح نہ صرف بے سود ہے بلکہ نقصان دہ بھی ہے۔ اتحاد ملتیوں نے جو ایجی ٹیشن اور سول نافرمانی کی۔ یہ ایجی ٹیشن بھی انہیں بند کرنا پڑا احرار نے اس خیال سے شہید گنجی ایجی ٹیشن کی ۱۹۳۵ء میں مخالفت کی تھی۔ کہ انہیں اسمبلی کے انتخابات میں کامیابی کی پوری پوری امید تھی۔ لیکن اس مخالفت کی بنا پر اتحاد ملتیوں نے ان کے خلاف بے حد ایجی ٹیشن کیا۔ انتخابات میں ایک اتحادی دو احراری اور ایک مسلم لیگ کل چار اصحاب منتخب ہوئے۔ تو احرار کو یقین ہو گیا۔ کہ انتخابات میں ان کی نامرادی وناکامی شہید گنج ایجی ٹیشن کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔

احرار نے اپنی کھوئی ہوئی شہرت کو دوبارہ حاصل کرنے اور اتحاد ملتیوں سے انتقام لینے کے لئے گذشتہ موسم خزاں میں دفعۃً سول نافرمانی شروع کر دی۔ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ کہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے نہ صرف یہ کہ انہیں شہید گنج ایجی ٹیشن کی مخالفت ترک کر دینی چاہیئے۔ بلکہ اپنے اصول اور اختیار کردہ پالیسی کے خلاف اتحاد ملتیوں سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر سول نافرمانی شروع کر دینی چاہیئے۔ احرار نے پانچ رضاکار روزانہ گرفتار کرانے شروع کر دیئے۔ اتحاد ملتیوں نے دیکھا۔ کہ اگر وہ اس تحریک سے بالکل الگ رہتے ہیں۔ تو مسلمانوں میں ان کی پبلک زندگی تباہ ہو جائیگی۔ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ بھی گرفتاریاں دیں۔ مگر بہت تھوڑی۔ تاکہ ایجی ٹیشن کی باگ ڈور صرف احرار کے ہی ہاتھ میں نہ رہ جائے۔ اور وہ اس ایجی ٹیشن میں برابر کے حصہ دار سمجھے جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ احرار اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور نہ سر سکندر حیات کی حکومت کو توڑ سکے۔ مولوی ظفر علی کے جلوس لاہور میں پھر نکل رہے ہیں۔ اور احرار اب دن بدن لوگوں کی نظروں میں گر رہے ہیں سمجھدار مسلمان ان کے سخت مخالف ہیں۔ لوگوں میں احرار کی اس ایجی ٹیشن پر سخت ناپسندیدگی و بیزاری کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ جیسی نیت ویسی مراد۔ احرار نے بدنیتی سے ایک تحریک جاری کی تھی۔ بدنیتی ان کے پیش آئی۔ اور مقصد فوت ہو گیا۔ جس کے لئے انہوں نے اس قدر مسلمانوں کو قید کرایا تھا۔ احرار اب اس شعر کے مصداق ہیں۔

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

روحانی افواج کا سپہ سالار محمودؓ اور اسکے بہادر سپاہی میدانِ عمل میں

احمدی ہمت کا تیری منتظر ہے فضل رب
سعی تیری ہی دکھائیگی عروج اسلام کا

دیکھ رحمت کی گھٹا تجھ پر امڈ آنیکو ہے
تیرے ہاتھوں پرچم اسلام لہرانیکو ہے

آہ! ملت اسلامیہ آج پائمال ہو رہی ہے۔ تثلیث کا دیولعین دلوں پر مسلط ہے۔ میرے پیارے اللہ وہ دن ہاں وہ مبارک دن کب آئیں گے۔ جب نیرِ اسلام مادہ پرست یورپ کے دیار عشرت اور ظلمت کدوں پر طلوع کریگا۔ اور روحانیت سے کوسوں دور ظلمت میں بھٹکنے والی روحوں کے لئے مشعلِ راہ ہوگا۔ اسلامی پرچم جگہ جگہ بلند چوٹیوں اور نور کے بلند و بالا میناروں پر لہرائے گا۔ گو آج حوادثات زمانہ نے اسلامی تمدن اور اسلامی روح کو کئی رنگوں میں نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن میرا مالک میرا آقا جو زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ پر حکمران ہے۔ تازگی بخش اور روح پرور ایام لانے والا ہے۔ ویدک تہذیب اور مندروں کے گھنٹہ کی ٹن ٹن۔ سنکھ کی بے معنی اور کرخت آوازوں کی بجائے اب ہر جگہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ کی سریلی اور مست کر دینے والی آوازوں سے مردہ روحوں کو ابدی حیات نصیب ہوگی۔ وہ دن دور نہیں جب بادشاہوں کے پُر شوکت درباروں اور بزم قدس کی محفلوں میں توحید خداوندی کے دلوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والے ترانے بلبلانِ خوشنما گایا کریں گی۔ گلشنِ احمدؐ کے پھولوں کی مہک بیدار مغزوں کو معطر کرے گی۔ شمع ہدایت کے پروانے مسیح پاک کے شیدائی اسلام کے آستانہ پر جھکنے والے لطف و محبت کے پتلے اسلام کی منادی مغرب کی سنگلاخ اور پتھریلی سرزمین میں تخم صداقت بونے کے لئے قادیان کی مقدس بستی سے پرندوں کی مانند پرواز کریں گے۔ اگرچہ راستہ میں انہیں پُر خطر جنگلات اونچے اونچے پہاڑوں اور دشوار گذار دروں میں سے گذرنا پڑے۔

اس دن دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ اور شیطان کے گھر صفِ ماتم بچھ جائے گی۔

مکہ کی پیاری اور مقدس بستی میں اوم کا جھنڈا بلند کرنے والے کیا دیانندی اور کیا دیگر ہندو مت کے پرچارک سب کی کوششوں پر پانی پھر جائیگا۔ تثلیث کے حامی اور یسوع مسیح کی جھوٹی خدائی کے منادوں پر غم و اندوہ کے بادل چھا جائیں گے اس دن کاسرالصلیب کے جاں نثاروں اور مشرق کے شہسوار مسیح پاک کے لختِ جگر حضرتِ محمود کے بہادر سپاہیوں کے ہاتھوں اسلام کی فتح کا نقارہ تمام دنیا میں بجے گا۔ اور صلیبی فتنہ پاش پاش ہوگا۔ یسوع مسیح کی جھوٹی الوہیت خاک میں ملے گی۔ اور ربانی عشق کے طلبگار مدینے کے کملی پوش صاحب لولاک نبیٔ عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہوں گے۔

وہ دن کب آئیں گے؟ اے احمدی دنیا متوجہ ہو۔ اور گوش ہوش سے سُن۔ کہ وہ دن دور نہیں۔ جب تیرے رب کے وعدے جو اس نے اپنے پیارے مسیح کے ساتھ اس کی پُر درد دعاؤں کے بعد کئے تھے۔ عنقریب پورے ہوں گے۔ جیسے کہ حضرت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

”اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری ہی برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت تعلق رکھنے والا ہوگا۔ مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا......“ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“

پس اے مغربی ممالک کے باشندو۔ جو روحانیت سے کوسوں دور ظلمت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہو ہوشیار ہو جاؤ۔ بیدار ہو جاؤ۔ کہ مشرق کا شہسوار مسیح پاک کا لختِ جگر اور ہمارا پیارا آقا حضرت محمود اپنے بہادر سپاہیوں کے ہمراہ اسلامی پرچم ہاتھ میں لئے تمہاری طرف آرہا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مبارک ہاتھوں اقوام عالم کا احیاء مقدر ہے۔ پس سستیوں کا لحاف اُتار کر تم بھی محمود کی طرف دوڑو۔ تا اس کا کھڑا کرنیوالا خدا تم پر اپنی رحمت و برکت کے دروازے کھولے اور تمہیں اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔ یاد رکھو۔ اگر تم نے سستیوں کا لحاف نہ اتارا۔ تو اس کا خمیازہ آپ لوگوں کو بھگتنا پڑے گا۔

اے مصری پارٹی کے ممبرو اور ان کے مددگار پیغامیوں! تم بھی کان کھول کر سُن لو۔ کہ جس روحانی افواج کے سپہ سالار حضرت محمود کو تم تختِ خلافت سے نیچے اتارنے کی خواہیں دیکھ رہے ہو۔ وہ ہی دن بدن خدا تعالےٰ کی نصرتوں کے شامل حال ”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“ اور پا رہا ہے۔ یقیناً تمہاری کوششیں رائیگان جائیں گی۔ پس تم بھی ابھی سے سمجھ لو۔ کہیں بعد میں ذلت کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار دوستو! میں تمہیں نصیحتاً اپنے پیارے امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہی محبت بھرے الفاظ میں مخاطب کر کے کہتا ہوں۔

”خدا کا خوف کرو۔ اور اپنے منہ سے وہ باتیں نہ نکالو۔ جو کل تمہارے لئے مصیبت کا باعث ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرو۔ اور وہ سلسلہ جو اس کے مامور نے سالہا سال کی مشقت اور محنت سے تیار کیا تھا۔ اسے یوں اپنے بغضوں اور کینوں پر قربان نہ کرو“۔

”ڈکٹیٹر کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے“ ص۸)

اے احمدی جماعت کے سپاہیو! اور بہادر نوجوانو تمہاری ذمہ واریاں اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ کیونکہ پہلے اس قدر فتنوں کا دروازہ نہ کھلا تھا۔ جیسے آج حضرت محمود کے عہدِ خلافت میں کھلا ہے۔ پیارے بھائیو! گو تمہارے مدمقابل کا دشمن اکثریت میں مال و زر میں تم سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ مگر یاد رکھو۔ خداوند تعالےٰ کی نصرت تمہارے ہی شامل حال ہوگی۔ کیونکہ تمہارا سپہ سالار وہ ہے۔ جو خدا کا محبوب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لختِ جگر ہے۔ جس کے لئے اللہ کے پیارے مسیح نے انتہائی تضرع سے اپنے مولیٰ کے حضور گڑگڑا کر بے شمار دعائیں کیں۔ جیسے حضرت فرماتے ہیں:۔ ؎

اے میرے بندہ پرور کران کو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

پس یاد رکھو! خدا تمہیں ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ کیونکہ تم خدا کی ایک زبردست فوج ہو۔ جس کو افواج باطلہ پر غلبہ پانا ہے۔ یہ بات سچ ہے۔ اور دنیا جانتی ہے۔ کہ تم نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ ابھی میدان سے نہیں ہٹنا۔ کیونکہ شیطانی لشکر اسلام جیسے خزانہ پر ابھی چھاپہ مارنے کی کوششوں میں ہے۔ تم دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس کا سر کچلنے کی فکر میں لگ جاؤ۔ اور دنیا کے طول و عرض میں ایسے پھیل جاؤ۔ جیسے فلک پر بادل۔ کیونکہ تمہارا پیدا کرنے والا خدا یہی چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔ ؎

مدتوں سوتا رہا اب تو ذرا ہشیار ہو
بر سرِ پیکار دشمن ہے ذرا تیار ہو
آج مذہب چاہتا ہے فدیۂ مال و متاع
سستیوں کو ترک کر اب تو ذرا بیدار ہو

(خواجہ خورشید احمد مجاھد سیالکوٹی)

امرتسر کا الیکشن

امرتسر کانگرس کے لیڈر ڈاکٹر کچلو کا انتخاب ”الیکشن ٹریبونل نے ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مخالف امیدوار شیخ محمد صادق صاحب کو تین سو روپیہ بطور خرچہ و ہرجانہ کے ادا کریں۔ علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کے دو ایجنٹوں یعنی سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور میاں فیروز الدین احمد کو چھ سال کیلئے اسمبلی کا ووٹ دینے یا ممبر کھڑا ہونے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

تاریخ اسلام

فتوحات اسلامیہ کے اسباب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربستان کی بے آب وگیاہ وادی اور ساربانوں کا اجڑا ہؤا خطہ جو ہمارے پیارے مقتدا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد و موطن ہے۔ سچ پوچھو۔ تو اہلِ اسلام کے لئے جنت نگاہ اور ہزارہا نیرنگیوں کا مرکز ہے۔

جس کی قدیم شان وشوکت۔ عزت ورفعت دولت وحشمت کے حسین تصورات سے آج بھی جبکہ ان عظیم الشان اسلامی قربانیوں کو ختم ہوئے چودہ سو گزر چکی ہیں۔ دل میں ایک عجیب وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور سینے کی مطمئن خلوتیں تموج واضطراب سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ اور سچ مچ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بزم کائنات کی فضاؤں میں ان شیر دل۔ غیور اور جان نثار مجاہدین اسلام کی تلواروں کی جھنکار اب تک اسلامیوں کو دعوتِ عمل دے رہی ہے۔

آفرین ہے ان پاکیزہ سیرت صحابہ رضؓ اور سرفروشانِ اسلام پر جنہوں نے وادئ عرب کے جلیل القدر تاجدار محمد عربی (فداہ امی وابی) کی مقدس صحبت سے فیضیاب ہو کر۔ ایمانی قوت کو مضبوط کر کے اور غیر متزلزل استقلال کو ہاتھ سے نہ دے کر وہ حیرت انگیز کارہائے نمایاں دکھائے۔ کہ انسان انگشت بدندان رہ جاتا ہے اور اسکی عقل ان شاندار کوائف کو سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔ کہ کس ولولہ اور جوش کے ساتھ وہ آندھی کی طرح اٹھے۔ سیلاب کی طرح بڑھے۔ اور بادل کی مانند روم وایران کی وسیع الحدود اور مستحکم سلطنتوں پر چھا گئے!

کسے علم تھا۔ کہ صحرا نشینوں کی وہ مختصر جمعیت جن کی کامیابی تو در کنار۔ ان کی طرف سے مقابلے کا تصور بھی ایک مجنونانہ خیال سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ ایسے تعجب آفرین کارہائے نمایاں دکھائے گی۔ جو اہل دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں گے اور اسلام کے مقدس نام کا بول بالا کرنے اور پیارے رسولِ عربی کی حفاظت میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرےگی مگر محترم قارئین! آئندہ اسے حیرت زا واقعات نے اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیا۔ کہ عرب کے وہ بادیہ نشین جو خس وخاشاک کی معمولی جھونپڑیوں میں بیٹھ کر عظیم الشان شاہی محلات کے خواب دیکھ رہے تھے۔ فی الحقیقت ارادے کے ایسے پکے۔ ایمان کے ایسے مضبوط اور دل کے ایسے قوی تھے۔ کہ کوئی ہیبتناک آواز بھی انہیں خائف ومرتعش نہیں کر سکتی تھی۔

اسی لئے دنیا بھر کے غیر مسلم مؤرخین حیران ہیں۔ کہ یہ چند عرب نوجوان جو فنون جنگ سے ناواقف تھے۔ کیونکر اور کس پُر اسرار حکمت عملی کے ماتحت روم وایران کی مہیب سلطنتوں اور عالی جاہ فرمانرواؤں کو صرف دس پندرہ برس کی قلیل مدت میں مغلوب کرنے اور جلیل الشان فتوحات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے حالانکہ روم وایران کے وہ آزمودہ کار سپاہی اور آئینِ جنگ سے باخبر جرنیل جن سے وہ برسرِ پیکار ہوئے۔ بڑے بڑے مستحکم قلعے اور مال ودولت سے بھر پور خزانے رکھتے تھے۔ جن کا اس وقت کوئی بھی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

اس طبعی اور اہم سوال کے پیدا ہونے پر یورپین مؤرخین بڑی سوچ بچار۔ انتہائی غور وخوض اور عالم تفکر میں عمیق نگاہ ڈالنے کے بعد یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ اہلِ عرب کی کامیابی کا بڑا سبب ایران وروم کا وہ ضعف تھا۔ جو آفتابِ اسلام کے طلوع سے قبل ان میں وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ یا یوں کہیئے۔ کہ ان کو ضعیف کر دینے کا باعث وہ تشتت وافتراق تھا۔ جو ظہورِ اسلام سے کچھ عرصہ پہلے ان کی باہمی خانہ جنگیوں کی وجہ سے ان میں رونما ہو چکا تھا۔ گو یہ وجہ بھی کسی قدر شائستہ ہو سکتی ہے۔ اور تاریخ کی رو سے اس کو بھی کسی حد تک ان کے ضعف کے بواعث میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ مگر ہم پھر بھی اس جواب پر ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہوئے یہ ضرور کہیں گے۔ کہ ان کے اس ضعف کا اثر زیادہ سے زیادہ اتنا ہو سکتا تھا۔ کہ روم و ایران کی سلطنتیں اپنی کسی ہم پلہ وطاقتور حکومت سے پیچھے ہٹ جاتیں۔ نہ یہ کہ خطۂ عربستان کے چند صحرا نشینوں کی مدافعت جن کو ایک وقت کا کھانا بھی بمشکل پیٹ بھر کر ملتا تھا۔ اور کئی کئی دن تو پیٹ پر پتھر باندھے ہی گزر جاتے تھے۔ ان کی نگاہوں میں کچھ اہمیت رکھتی۔ اور ان کی ہیبت سے مرعوب ہو کر وہ شکست کا نہ مٹنے والا بدترین دھبہ اپنے اوپر ہمیشہ کے لئے چھوڑ جاتے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم ان وجوہ اور اسباب کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں. جو صحابہ کرام کی کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنے تاکہ اس صدی کے احمدی نوجوان بھی اپنے اکابر سلف کی کامیابیوں کے راز کو بنظر مطالعہ کر کے اپنے اندر جوش عمل کے سچے مظاہرے اور قربانیوں کے قابل تعریف اوصاف پیدا کریں۔

اول:۔ سب سے پہلی بات جس کو حقیقی طور پر ان کی کامیابی وکامرانی کا باعث قرار دینا چاہیئے! وہ خدائے عزّ وجل کے عظیم الشان وعدوں پر ان کا یقین کامل تھا۔ جس نے ان کی کمریں کس دی تھیں۔ اور ایمانی قوت کو مضبوط کر دیا تھا۔ ان کے قلوب اس یقین سے لبریز رہتے تھے۔ کہ رسولِ عربی (فداہ امی وابی) صلے اللہ علیہ وسلم نے (باوجود ہمارے قلیل التعداد ہونے کے) بارگاہِ رب العزت سے اطلاع پا کر جن شاندار فتوحات کی ہمیں بشارات دی ہیں۔ وہ برحق ہیں۔ ان میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ بہادر صحابہ بڑے بڑے جابر بادشاہوں کے درباروں میں بے دھڑک گھس جاتے۔ اور اسلامی محاسن بڑے اطمینان سے بیان کرتے تھے چنانچہ تاریخ اسلام میں ہمیں کئی ایسی شہادتیں ملتی ہیں۔ جو ہمارے دعوی کی پوری موید اور اس حقیقت کی بہترین آئینہ دار ہیں۔

جب اسلامی محاسن سے مالامال ہو کر حضور سرور کائنات کے غلام مصر میں پہنچے۔ تو مقوقس بادشاہ مصر نے حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کے پاس صلح کا پیغام دے کر چند سفیروں کو روانہ کیا جب یہ سفارت واپس آئی۔ تو مقوقس نے ایک قاصد سے مسلمانوں کے حالات دریافت کئے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ

”وہ ایک ایسی قوم ہے۔ جو زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہے۔ تواضع وانکسار ان کو شان وشوکت سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ دنیا کی طرف ذرہ بھر رغبت نہیں کرتے۔ یہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں۔ اور سواریوں کی پیٹھوں پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں۔ ان کے سردار اور عام آدمی میں بڑے اور چھوٹے میں آقا اور غلام میں کوئی امتیاز نہیں۔ نماز کا وقت آتا ہے۔ تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا۔ جو ہاتھ منہ دھو کر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہ ہو جائے۔“

مقوقس نے اسکی باتوں کو سن کر جواب دیا۔

”اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ایسے لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرائیں۔ تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیں۔ کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی“۔

پھر اسی طرح وہ گفتگو جو محاربات مصر میں عبادہ رضی اللہ عنہ اور مقوقس شاہ مصر کے درمیان ہوئی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ جب مقوقس نے رومیوں کی جمعیت سے ڈرا کر کہا۔ کہ تم کبھی بھی ان پر غالب نہ آ سکو گے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ میں تم میں سے ہر ایک شخص کو دو دو دینار اور تمہارے خلیفہ کے لئے ایک ہزار دینار دے دوں گا۔ یہ رقم لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ“۔

اس وقت حضرت عبادہ رضؓ نے جواب دیا۔ کہ تم اور تمہارے ساتھی دھوکہ میں نہ رہیں۔ تم ہمیں رومیوں کی ٹڈی دل فوج سے ڈراتے ہو۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے۔ کہ ہمیں اسکی ذرہ بھر پروا نہیں۔ بلکہ تمہاری اس گفتگو نے ہمارے جذبۂ جنگ کو بڑھا دیا ہے۔ اور اب ہم دو برکتوں میں سے ایک برکت ضرور حاصل کر کے رہیں گے۔ اگر ہم فتحیاب ہوئے۔ تو کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آئے گا۔ اور اگر تم غالب آئے۔ تو ہم شہید ہوں گے۔ اور ہمارے ہاتھ آخرت کی دولت آئے گی۔ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو صبح وشام خدا سے اپنی شہادت کی دعا نہ کرتا ہو۔ ہم میں سے کوئی شخص اہل وعیال میں جانے کا مشتاق نہیں۔ سب نے ان کو خدا کے حوالے کر دیا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم الحال ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ ہمارے دل اس قدر غنی ہیں۔ کہ اگر ہم کو ساری دنیا کی دولت بھی مل جائے تو پھر بھی اس میں سے اپنے لئے صرف اسی قدر رکھیں گے۔ جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے۔

ہم تین صورتیں بیان کرتے ہیں۔

اول۔ اسلام قبول کرو۔ یہ پاک دین ہے۔ جس کے سوا خدا کے نزدیک کوئی دین مقبول نہیں۔

دوم۔ یہ کہ تم جزیہ دو۔ لیکن اس صورت میں تمہارا وہ اعزاز نہ ہوگا۔ ہاں تمہارے ساتھ ہم ہمیشہ ایسا سلوک کریں گے۔ جس کو ہم بھی پسند کرتے ہوں۔ اور تم بھی اس سے راضی ہو۔ جو تم پر حملہ کرے گا۔ ہم اس سے لڑیں گے۔

سوم۔ لیکن اگر تمہیں ان ہر دو باتوں سے انکار ہے تو پھر تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے گی“۔

غرضیکہ اور کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اسلامی فتوحات کے متعلق خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے عظیم الشان وعدوں نے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے حوصلے بہت بڑھا دیئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ کسی بات کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔

دوم۔ پھر دوسرا سبب جو انکی کامیابی کا باعث بنا۔ وہ ان کا قضاء و قدر پر کامل اعتقاد تھا۔ انہیں یہ مسئلہ بخوبی سمجھ آچکا تھا۔ کہ انسان وقت آنے سے قبل کبھی نہیں مرتا۔ اگرچہ وہ خون آشام تلواروں کے سایہ کے نیچے ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جب موت کا وقت آجاتا ہے۔ تو اس سے مخلصی کی کسی کو بھی طاقت نہیں۔ خواہ کتنے ہی مضبوط اور فلک بوس محلات میں مسلح پہروں کے ساتھ ہی کیوں نہ بیٹھا ہوا ہو۔ یہی زبردست عقیدہ تھا۔ جو اسلام کے تمام مشہور غزوات میں مسلمانوں کے دوش بدوش رہا۔ اور انہوں نے شجاعت کے وہ زبردست کارنامے نمایاں دکھائے۔ کہ دشمنوں کے پرتے کے پرتے صاف کر دیئے۔ وہ کسی جمعیت سے ذرہ بھر مرعوب نہ ہوتے تھے۔ بلکہ اسی مضبوط عقیدہ کے پیش نظر مردانہ وار گھس جاتے۔ اور غنیم کے دانت کھٹے کر دیتے تھے۔ اس ضمن میں اگر صرف خالد بن ولید اور ضرار بن ازور کے شاندار کارناموں کو ہی لیا جائے۔ تو باقی مضمون کے نامکمل رہ جانے کا خطرہ ہے۔

سوم۔ اسلام میں بہادر انسان۔ تیسرا سبب جو اہل عرب کی کامیابی کا ذریعہ بنا۔ وہ آغاز اسلام میں جانبازوں کا بکثرت موجود ہونا تھا۔ ابتدائے اسلام میں عرب میں ایسے نامور بہادر اور جانثار صحابہ موجود تھے۔ جن کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی تھی۔ پھر ان کو دنیا بھر کے بعض ایسے برگزیدہ اشخاص سے خصوصیت عطا کی۔ جو آئین جنگ سے واقف۔ تدبیر ملکی سے آگاہ اور زیرکی و دانشمندی میں مشہور خلائق تھے۔ اور میں قلبی یقین اور وثوق سے کہتا ہوں۔ اگر یہ باکمال اور پاکیزہ سیرت وجود اس ترقی یافتہ زمانہ میں پیدا ہوتے۔ تو ان قابل صد رشک ہستیوں میں شمار ہوتے۔ جن کی عظمت اور جلالت شان کو تہذیب یافتہ دنیا بطور ضرب المثل بیان کرتی ہے۔

چنانچہ خود رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) نے بھی دعوت اسلام کے شروع میں ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے لئے بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کی تھی۔ کہ

"اللھم اید الاسلام بحمزۃ و عمرؓ"۔

نبوت کے چھٹے سال جب یہ دونوں شاندار وجود ایمان لائے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ

"قد تاید الاسلام بحمزۃ و عمرؓ"

ان جانبازوں میں سے حمزہ بن عبد المطلب۔ خالد بن ولید۔ علی ابن ابی طالب۔ ابو عبیدہ جراح۔ سعد ابن ابی وقاص۔ خالد بن سعید۔ یہ بہادری اور سپہ سالاری میں نادر تھے۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن العاص تدبیر ملکی میں شہرت رکھتے تھے۔ ابو بکر صدیق رضہ اور حضرت عمر فاروق رضہ اولوالعزمی پرہیزگاری۔ دوراندیشی اور سیاست مدنی میں خاص طور پر قابل ذکر تھے۔

بلا ریب ایسے عظیم الشان وجودوں کا آغاز اسلام میں موجود ہونا مسلمانوں کی کامیابی کا بڑا سبب تھا۔

چہارم۔ پھر چوتھا سبب بہادر عربوں کی شاندار فتوحات کا مذہبی اتحاد کا ہونا تھا۔

تاریخ اسلام سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں جو چیز رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ میں اہل عرب کی جرأت کا باعث ہوئی۔ اور وہ شاندار فتوحات جن کے آبدار سہرا سے مزین ہو کر وہ ظفر مندی کے بلند ترین مینار پر کامزن ہوئے۔ وہ درحقیقت اسلامی اتحاد کی برکت تھی۔ اسلام کی دعوت کے وقت اگرچہ تمام اہل عرب اپنی بداعمالیوں میں بےطرح پھنسے ہوئے تھے۔ نیکی کا فرشتہ مایوس ہو کر عالم قدس کی پہنائیوں میں گم ہو چکا تھا۔ اور سپیدۂ سعادت کی روشنی لرزاں عریانیوں سے محجوب ہو کر ستی چلی جا رہی تھی۔ جہالت و بت پرستی ان کا مستقل شعار تھا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ طبعی و فطرتی آزادی کی وجہ سے وہ بدن کے مضبوط دل کے قوی۔ بےعصبیت کے مقابلہ کے لئے ہر وقت آمادہ۔ چست و چالاک۔ لڑنے بھڑنے میں مشتاق۔ اور محنت کے عادی تھے۔ اگر کمی تھی۔ تو صرف اس بات کی کہ کوئی کامل رہنما اور روحانی پیشوا ہو۔ جو ان کی ان طاقتوں اور قوتوں کو جو شب و روز خانہ جنگیوں اور باہمی وحشیانہ لڑائیوں میں صرف ہوتی تھیں۔ ان کو مذہبی ولولہ و جوش۔ قومی محبت اور ملکی فتوحات میں لگائے۔ اور ان میں ایمانی قوت بھر دے۔ چنانچہ اچانک ملت بیضا کا سالار اعظم اور مملکت آسمانی کا عظیم القدر تاجدار غلغلہ انگیز صداؤں کے ساتھ افق عرب سے نمودار ہوا۔ کامیابی و کامرانی نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ اور فضائے آسمانی میں ایک بیداری پیدا ہو گئی۔ حضور سرور کائناتؐ نے اپنی بے مثال روحانی قوت اور بے نظیر ایمانی طاقت سے ان کے تمام باہمی اختلافات اور قابل نفرین حرکات کو مٹا کر ان میں اتحاد۔ محبت الٰہی۔ اور مذہبی جوش کی برقی روح پھونک دی۔ یہی وہ مستحکم چٹان تھی جس پر کھڑے ہونے سے وہ مواخات اسلامی کے روابط کے یک جان ہزار قالب کے مصداق ہو گئے۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ میں شہادت کو ابدی جنت تک پہنچنے کا بہترین زینہ خیال کیا۔ اس طرح اس دشوار گزار مرحلہ کو انہوں نے بہت جلد آسانی سے طے کر لیا۔

اتحاد کے مسئلہ کی بنیاد رسول عربی (فداہ امی وابی) نے ہجرت کے پہلے سال مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ میں باہمی مواخات سے قائم کی۔ فریقین کے یکجائی قیام اور میل ملاپ سے بُعد نسل اور آبائی تفاخر زائل ہو گیا۔ اور اس سے بڑھ کر پانچوں وقت کی نماز نے جبکہ امیر و غریب۔ شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہوتے تھے۔ ان روابط کو اور بھی مضبوط کرنے میں مدد دی۔ مزید براں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اتحاد باہمی میں لیکچر دیتے۔ اور عصبیت کے ترک کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ اس مسلسل تربیت سے اتحاد ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا۔ جس کی برکت سے انہوں نے اسلام کی حمایت میں جانی اور مالی طور پر وہ شاندار قربانیاں دکھائیں۔ کہ جس سے چودہ سو سال کے بعد بھی آج تک تاریخ اسلامی کے زریں اوراق مزین نظر آتے ہیں۔ غرضکہ فتوحات اسلامیہ میں جن امور کا دخل تھا۔ ان میں سے اتحاد اسلامی اور قومی محبت بھی ایک بہت بڑا سبب ہے۔ جس کی برکت سے وہ دشمنان اسلام پر غالب آئے۔

پنجم۔ پانچواں سبب جو اہل عرب کی کامیابی کا ہو سکتا ہے۔ وہ ان میں کمال صبر اور چستی و چالاکی کا ہونا تھا۔ کیونکہ عربوں کی غذا کے متعلق جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ نہایت سادہ تھی۔ بعض اوقات تو کئی کئی دن فاقہ مستی میں ہی گزر جاتے۔ اور وہ نہایت صبر سے اپنے جفاکش وجود پر مردانہ وار برداشت کرتے تھے۔ تکلف ان میں نام کو نہ تھا جو ان کے لئے اور سواری کے لئے بھی بوجھ کا باعث ہو۔ بلکہ بھوک کے وقت اونٹ کا دودھ پیتے۔ دھوپ کے وقت اس کے سایہ میں آرام کرتے۔ اور پیٹ بھرنے کو جنگل کی ہری بھری گھاس کو کافی سمجھتے

لیکن اس کے مقابل رومیوں کی بالکل برعکس حالت تھی وہ اس قدر متکلف تھے۔ کہ کافی سامان رسد کے بغیر جنگ میں نہیں جا سکتے تھے۔ ہمیں یہ واقعات انگریزوں کے حملہ دریائے نیل سے بخوبی یاد آجاتے ہیں۔ جب انہوں نے سوڈانی عربیوں پر گارڈن پاشا کو خرطوم سے چھڑانے کے لئے ۱۸۸۵ء میں حملہ کیا تھا۔ اس موقع پر انگریزی فوج کا یہ حال تھا۔ کہ وہ بجز بسکٹ ولایتی گوشت۔ چاء۔ کافی خیمے اور دیگر سامان کے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ لیکن ایک سوڈانی کو سوکھی جوار کا مختصر تھیلا ان سب تکلفات سے بے پروا کر دیتا تھا۔

انتہائی صبر کے بعد جب عربوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ رہتا۔ تو لوٹ مار پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ شام اور عراق پر عربوں کے ابتدائی حملے فتح کی نسبت لوٹ سے زیادہ مشابہ تھے۔ بلکہ اکثر فتوحات کو اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے۔ تو ان کا یہی سبب تھا کہ جس شہر کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ اسکی طرف اپنی ایک جماعت لوٹ کی غرض سے بھیج دیتے تھے۔ جو شہر کے گرد منڈلاتے۔ موقعہ پا کر ان سے لڑتے۔ اور غارتگری بھی کرتے تھے۔ انجام کار انہیں فتح نصیب ہو جاتی۔ چنانچہ شروع اسلام کی فتوحات میں ان کا یہی عمل رہا۔

ساتویں صدی کے اوائل میں جب خلیفہ عبد الملک کے عہد حکومت میں اسلام کی فوجیں افریقہ سے بڑھکر سینٹا (Centa) تک پہنچ گئیں۔ جہاں سے کہ جبل الطارق کی آبنائے کے دوسری طرف سپین کا ملک نظر آتا تھا۔ تو خلیفۂ وقت کے گورنر موسیٰ بن نصیر نے اس ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور ۹۲ھ / ۷۱۱ء کو سپہ سالار ابن زیاد کو پانچہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ اس مقام پر اترے۔ جہاں آج کل جبرالٹر (Gibraltar) کا قلعہ واقع ہے۔ (چنانچہ یہی نام آج تک اندلس کے فاتح کی یاد دلاتا ہے) اس کو اسوقت غازی کے طور پر بھیجا گیا تھا۔ نہ کہ فاتح بنا کر۔ لیکن اتفاق سے ایسے اسباب پیش آگئے۔ جو فتح میں اس کے ممد و معاون ہوئے۔ اور پہلے ہی مقابلہ میں وہاں کے باشندوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی۔ کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اور کل ملک حملہ آوروں کے تصرف میں آگیا۔ موسےٰ نے اپنے سپہ سالار طارق پر رشک کھا کر اسکو حکم بھیجا۔ کہ میرے آنے تک انتظار کرو۔ لیکن طارق فتح کے نشہ میں سرشار آگے بڑھتا گیا۔

غرضکہ تاریخ اسلام میں اور بھی کئی ایسے واقعات درج ہیں۔ جو عربوں کے ابتدائی حملوں کی کیفیت کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ غذا کے لحاظ سے وہ کس قدر صابر لیکن میدان کارزار میں وہ کیسے چاک و چوبند تھے۔ چھاونیاں ان کے گھر۔ گھوڑوں کی پیٹھیں ان کے بچھونے۔ اور ستو و جو ان کے کھانے تھے۔ اور وہ ایسی مسلح اور مستعد قوم کی مانند تھے۔ جو پشت ہا پشت ملک گیری کے لئے ایک لحظہ کے نوٹس پر تیار اور حملہ کے لئے مستعد ہو جاتے ہوں۔

غرضیکہ مسلمانوں کی فتوحات کا راز ایسے ہی اور بھی کئی ایک امور میں مضمر تھا۔ جس سے ان کو دلیری اور اعانت ہوئی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ خدائے عز و جل کی مسلح فوج تھی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور اس کے دین کی نصرت کیلئے آسمان سے اتری تھی۔ ان کے ایمان زبردست چٹان پر قائم تھے۔ وہ غیر متزلزل اور قوی ارادے رکھتے تھے کسی فتح کو نہ اپنی خوبی کی وجہ قرار دیتے ہوئے بختر انہ رویہ اختیار کرتے۔ اور نہ کسی شکست سے وہ مایوس ہوتے تھے۔ بلکہ ہر حالت میں راضی بقضاء رہتے۔ اور اسی میں اپنی بہتری سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے دس پندرہ برس کی قلیل مدت میں۔ شام۔ مصر۔ فلسطین۔ عراق اور فارس کو حضرت عمر رضہ کے عہد خلافت میں فتح کیا۔ اور پھر حضرت عثمان رضہ کی خلافت میں بھی اسی طرح فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ جو مسلمانوں کیلئے صد ہزار برکات اور انعامات کے حصول کا موجب بنا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جب خدا کسی گری ہوئی قوم کو اپنے مقدس انبیاء کے دست شفقت سے اٹھانا چاہتا ہے۔ اور ایک عالمگیر مردنی کے بعد انہیں تمام دینی و دنیوی انعامات سے سرفراز کرنا چاہتا ہے۔ تو انہیں وہ جوہر بھی عطا کرتا ہے۔ جو ان کی ابدی فلاح کا موجب ہوتے ہیں۔

(احقر ملک نذیر احمد ریاض مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستورات کا کالم

سیر و تفریح

ہندوستان میں جو پردہ آج رائج ہے۔ اسے ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے تمدن کا جزو سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ عورتوں کو گھروں میں بند رکھنا ہندوستان کا قدیم دستور تھا۔ اور ذاتوں کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ہی شریف عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا قطعاً بند کر دیا گیا تھا لیکن اسلام ایسی سخت پابندیوں سے بالکل پاک اور مبرا ہے۔ مسز ایف سی داس اپنی کتاب "پردہ" کے صفحہ ۵۰ پر لکھتی ہیں۔ کہ:-

"ہم بھارت میں عورتوں کے گھروں میں بند رہنے کا آغاز پاتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں یہ شاہی گھرانوں میں محدود تھا۔ اور اس پردہ کو تمغہ شرافت سمجھا جاتا تھا۔ نہ کہ نشان بے اعتباری۔ سیتا کے متعلق یہ فقرہ ملتا ہے۔ کہ ان کی جھلک دیوتاؤں نے بھی نہ دیکھی تھی اور وہ عوام کی نگاہوں سے خوف کھاتی تھیں۔

مہابھارت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ اس زمانہ میں پردہ موجود تھا۔ چنانچہ جب پانڈو دروپدی رانی کو بازی میں ہار گئے۔ اور کورو انہیں گھسیٹ کرے جانے لگے تو دروپدی نے سناتن دھرم کی دہائی دے کر کہا۔ کہ مجھے تو آج تک کسی نے دیکھا تک نہ تھا۔ آج میری یہ بے حرمتی کیوں ہو رہی ہے"۔

مسٹر ان سی مہتہ نے ایک کتاب "ہندو تمدن پر اسلام کا اثر" لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں"۔ کہ یہ یقیناً غلط ہے۔ کہ اس ملک میں پردہ مسلمانوں کا لایا ہوا ہے۔ عورتوں کو پردہ میں رکھنا قدیم زمانہ سے پایا جاتا ہے اور ہندو تمدن کے عروج میں خاصکر شرفاء میں پردہ بہت ہی سخت تھا۔ اور یہ کہنا غالباً زیادہ صحیح ہوگا۔ کہ مسلمانوں نے اس ملک کے رواج کو اختیار کیا۔ اور اس زمانہ میں جو چیز شرافت کا امتیاز سمجھی جاتی تھی۔ اسے قبول کر لیا"۔

غرض یہ پردہ جو آج کل ہندوستانی مسلمانوں میں رائج ہے۔ اسلامی پردہ ہرگز نہیں۔ اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا حضور کے صحابہؓ یا تابعین کے وقت میں اسکی کوئی نظیر ملتی ہے۔ اگر اسلام میں عورتوں کا بے پردہ ہونا ناجائز ہوتا۔ تو بے پردگی کی کوئی سزا مقرر ہوتی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا ان کے خلفاء یا اس کے بعد کی اسلامی سلطنتوں میں ایک مثال بھی ایسی ملتی ہے۔ جسمیں کسی عورت کو باہر نکلنے یا بے پردہ ہونے کے جرم میں سزا دی گئی ہو۔ ہمارا موجودہ پردہ بالکل ہندوؤں کے ہاں سے لیا گیا ہے۔ جن کے مذہبی اصول عورت کو بنظرِ اشتباہ دیکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور جن کے بزرگوں کا قول ہے۔ کہ:- "زہریلے سانپ پر۔ طغیانی پر

طبی کالم

سنگترہ یا نارنگیاں کھانے کا طریقہ

نیویارک (امریکہ) کے ڈاکٹر جارج وڈ کلپ نے نارنگیوں کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات بہم پہنچائی ہیں:-

لوگ نارنگیاں اس طرح کھاتے ہیں۔ کہ ان کا عرق پی لیا۔ اور چھلکا اور گودا پھینک دیا۔ لیکن ایسا کرنے سے نارنگی کا بہت سادہ حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ جو غذائیت کے لحاظ سے بہت اہم ہوتا ہے۔ نارنگی کے عرق میں ویٹامن "سی" ہوتا ہے۔ اور کیلسیم کی بھی کافی مقدار ہوتی ہے۔ یہ دونوں اجزاء بہت ہی قابل قدر ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ اس کے سوا نارنگی میں کچھ اور ہوتا ہی نہیں۔ آج اطبار کی متفقہ رائے یہ ہے۔ کہ کھانے کی ایسی چیزیں جو براہِ راست سورج کی روشنی میں زمین سے اگتی اور پھلتی ہیں۔ ان غذاؤں سے بہتر ہیں۔ جنہیں سورج کی روشنی شیشہ کے واسطہ سے میسر آتی ہے بالخصوص اس معاملہ میں کہ وہ پیرا تھائرائڈ غدود میں تحریک پیدا کرتی ہیں۔ اور انسانی نشوونما پر اسی غدود کا سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ نارنگی کو بارہ مہینے کی صاف شفاف دھوپ بلحاظ غذائیت اتنا مکمل کر دیتی ہے۔ کہ گویا سورج کی خود شعاعیں اس کے اندر بند ہیں۔ امریکہ میں بہت سی غذاؤں میں یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کہ ان سے آنتوں میں خراش پیدا نہیں ہوتی۔ تا آنکہ آنتیں اپنا کام اچھی طرح کریں۔ اور فضلات خارج ہو جائیں۔ اور وہاں خرابی ہاضمہ اور قبض کا ایک بہت بڑا سبب یہی ہے۔ نارنگی کے چھلکے اور گودے میں سیلیولوز شامل ہوتا ہے۔ وہ یہ خراش پہنچانیکا کام بہترین طریق پر انجام دیتا ہے۔ اور خوش قسمتی سے بد ذائقہ بھی نہیں ہوتا۔ اس طریق پر نارنگیوں کی ایک کافی مقدار مریضوں کو کھانے سے پیشتر یا دو خوراکوں کے درمیان کھلانی چاہیئے۔ خاصکر انہیں جو پایوریا اور دانتوں کے گلنے کے مرض میں مبتلا ہوں۔ اور بچوں کے حق میں تو یہ طریقہ حد سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ بعض مریض جنہیں دودھ ہضم نہیں ہوتا۔ اگر دو یا دو سے زیادہ نارنگیاں روزانہ اس طریق پر کھائیں۔ تو دودھ کو ہضم کرنے لگتے ہیں۔ ہر نارنگی کے بعد ایک گلاس پانی پینا چاہیئے۔ نشاستہ دار غذاؤں کے ہمراہ جیسے روٹی۔ آلو۔ چاول اور دال وغیرہ ہیں۔ نارنگی یا اس کا عرق نہ کھانا چاہیئے۔ بوتل سے دودھ پینے والے ننھے بچوں کیلئے مندرجہ ذیل مرکب بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ دو حصہ گائے کا دودھ ایک حصہ پانی اور ہر خوراک کے ساتھ ایک چھوٹا چمچہ بھر نارنگی کا عرق دو مہینے[۲]

تفریحی کالم

ایک وکیل نے اپنے ایک دوست کو ایک نارنگی دی۔ اور کہا۔ کہ اگر مجھے قانونی الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت دو۔ تو میں کہوں گا۔ کہ میں یہاں تمام حقوق اور دعوے جو مجھے زیر بحث نارنگی کے متعلق حاصل ہیں۔ صدق دل سے ہمیشہ کے لئے آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ معہ اس کے چھلکے۔ رس۔ پھانکوں اور مغز وغیرہ کے جس سے آپ کو واحد اختیار حاصل ہے۔ کہ آپ جب اور جہاں اور جس طرح چاہیں۔ اس نارنگی کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ یا کھانے کے لئے کسی اور شخص کو دے دیں۔

ایک ظریف ایک رئیس کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا۔ کچھ عرض کرنا ہے۔ رئیس نے کہا کہو۔ ظریف نے کہا۔ جناب قریب سے کہوں گا۔ رئیس نے قریب بلا لیا۔ اور کہا۔ بتاؤ کیا کہتے ہو۔ ظریف نے کہا۔ جناب بات بہت اہم ہے۔ اور قریب سے کہوں گا۔ رئیس نے اور قریب کر لیا۔ تب ظریف نے کہا۔ جناب کا نام کیا ہے۔ رئیس نے یہ مہمل سوال سنکر کہا۔ ہشت بدمعاش۔ ظریف نے کہا۔ جناب کے والد کا نام۔ رئیس نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ۔

(ظریف) اچھا یہ تو آپ کے والد اور آپ کے نام ہو گئے۔ جناب کے دادا کا نام کیا ہے۔

(رئیس) ہائیں۔ تو کیا یہ تم میرا اور میرے والد کا نام سمجھ رہے ہو۔

(ساہوکار) میں تمہیں روپیہ تو دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ تم اپنا وعدہ وقت پر پورا کرو گے۔

(غرضمند) کیا آپ ایک شریف آدمی کی بات کا اعتبار نہ کریں گے۔

(ساہوکار) کیوں نہیں۔ کل شام کو آپ اُسے اپنے ہمراہ ضرور لیتے آنا۔

(وکیل) گواہ سے۔ سچ بتاؤ۔ کہ جھوٹ بولنے کی کتنی قیمت لیتے ہو۔

(گواہ) اتنی ہی۔ کہ جتنی تم جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی لیتے ہو۔

(باپ) تمہاری تعلیم مجھے بہت زیادہ مہنگی پڑتی ہے۔

(لڑکا) میں جب ہی تو زیادہ پڑھنا نہیں چاہتا۔

فتاویٰ احمدیہ

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

مخالفوں کے گھر کی چیزیں کھانا

سوال ہوا۔ کہ کیا مخالفوں کے گھر کی چیزیں کھا لیویں یا نہ؟

جواب:- فرمایا۔ نصاریٰ کی پاک چیزیں بھی کھالی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کی مٹھائی وغیرہ بھی ہم کھا لیتے ہیں۔ پھر ان کی چیز کھا لینا کیا منع ہے۔ ہاں میں تو نماز سے منع کرتا ہوں۔ کہ ان کے پیچھے نہ پڑھو۔ اس کے سوائے دنیاوی معاملات میں بے شک شریک ہو۔ احسان کرو۔ مروت کرو۔ اور ان کو قرض دو۔ اور ان سے قرض لو۔ اگر ضرورت پڑے۔ اور صبر سے کام لو۔ شاید کہ اس سے سمجھ بھی جاویں۔

(الحکم ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء صلا)

آبکاری کی تحصیلداری جائز ہے یا ناجائز

ایک دوست جو محکمہ آبکاری میں نائب تحصیلدار ہیں۔ ان کا خط حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور انہوں نے دریافت کیا۔ کہ کیا اس قسم کی نوکری ہمارے واسطے جائز ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس وقت ہندوستان میں ایسے تمام امور حالت اضطرار میں داخل ہیں۔ تحصیلدار یا نائب تحصیلدار نہ شراب بناتا ہے۔ نہ بیچتا ہے۔ نہ پیتا ہے۔ صرف اسکی انتظامی نگرانی ہے۔ اور بلحاظ سرکاری ملازمت کے اس کا فرض ہے۔ ملک کی سلطنت اور حالات موجودہ کے لحاظ سے اضطراراً یہ امر جائز ہے۔ ہاں خدا تعالےٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ وہ انسان کے واسطے اس سے بھی بہتر سامان پیدا کرے۔ گورنمنٹ کے ماتحت ایسی ملازمتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ جن کا ایسی باتوں سے تعلق نہ ہو۔ خدا تعالےٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔ (بدر ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء صلا)

قادیان میں تجارت کیلئے آنا

ایک مرتبہ کسی نے کہا۔ کہ میں تجارت کے لئے یہاں آنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ یہ نیت فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے اور اصلاح عاقبت کے لحاظ سے یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو۔ اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کیلئے ہو۔ تو حرج نہیں۔ اصل مقصد دین ہو۔ نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کیلئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو پھر جو کچھ حاصل ہو جائے۔ وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(الحکم ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۴ء صلا)

---

[۲] یا اس سے زیادہ عمر کے بچوں کو یہ بلا تکلف دیا جا سکتا ہے۔ نشوونما کے عہد میں بچوں کو روزانہ دو سے چھ تک نارنگیاں کھلائی جائیں۔ لیکن کھانے کے ساتھ نہیں۔ دودھ اور نارنگیاں مل کر بچے کو وہ تمام غذا دیتی ہیں۔ جبکی اس کے بڑھتے ہوئے جسم کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

—— روما ۵ اپریل۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ حکومت ترکی نے حبشہ پر برطانیہ کا تسلط تسلیم کرلیا ہے۔

—— امریکی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ آجکل حکومت ترکی وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کررہی ہے۔ اور اپنی بری۔ بحری اور فضائی قوتوں میں حیرت انگیز اضافہ کررہی ہے۔ حکومت ترکی نے امریکہ کی ایک اسلحہ ساز کمپنی کو تین کروڑ ڈالر کا سامانِ جنگ تیار کرنے کی فرمائش کی ہے۔ اس سے قبل اس نے امریکہ سے چالیس بمباز طیارے خریدے ہیں۔

—— ایک امریکن اخبار کا بیان ہے۔ کہ ترکی کے وزیر حربیہ اور وزیر دفاع ملی گذشتہ دنوں روس گئے تھے۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد ترکی کی جنگی تیاریوں میں بہت اضافہ ہوگیا ہے اس وقت ترکی کے حربی کارخانوں میں ایک ہزار کے قریب روسی انجنیئر کام کر رہے ہیں۔

—— لاہور۔ ۷ اپریل۔ پنجاب کے نئے قائم مقام گورنر سر ہنری کریک آج صبح لاہور پہنچ گئے۔ شام کو آپ نے چیف جسٹس کے سامنے حلف وفاداری لیا۔

—— نئی دہلی۔ ۷ اپریل۔ اخبار ٹریبیون کا بیان ہے۔ کہ ۱۷ اپریل کو کلکتہ میں جو مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب بھی اس میں شریک ہوں گے۔

—— گاندھی جی تا حال کلکتہ میں مقیم ہیں۔ وزارت بنگال کو توڑنے کے لئے ان کی افسوسناک کوششیں بدستور جاری ہیں۔ بعض ہندو حلقوں میں ان کوششوں کی کامیابی کی زبردست توقع کی جاتی ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۴ اپریل۔ آنریبل سر ظفر اللہ خاں کو مرکزی اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے ممبر کی حیثیت سے نامزد کیا گیا ہے۔

—— کراچی ۴ اپریل۔ سندھ میں عنقریب ایک زراعتی کالج قائم کیا جائے گا۔ اس کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۴ اپریل۔ کل آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ مسلم لیگ کا خاص اجلاس کلکتہ میں ۱۷-۱۸ اپریل کو منعقد کیا جائے۔ اور ضرورت ہو۔ تو ۱۹ اپریل کو بھی جاری رکھا جائے۔

—— لاہور۔ ۴ اپریل۔ سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم نے شہید گنج کے متعلق اپنے بیان میں وعدہ کیا تھا۔ کہ مسئلہ شہید گنج کا خاطر خواہ تصفیہ کرانے کے امکانات پر غور کرنے نیز ایسے وسائل اور تدابیر سوچنے کے لئے کہ ہر ایک قوم کے مذہبی مقامات محفوظ رہ سکیں۔ ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔

—— آج اس وعدہ کے ایفا میں سر موصوف نے اس کمیٹی کے ارکان کا اعلان کر دیا۔ یہ کمیٹی جو ہندو مسلمان۔ سکھ ارکان پر مشتمل ہے۔ عنقریب اپنا کام شروع کر دے گی۔

—— کلکتہ۔ ۴ اپریل۔ آج کانگرس ورکنگ کمیٹی نے مسئلہ شہید گنج پر بھی غور و فکر کیا۔ مگر کوئی آخری فیصلہ نہ ہو سکا۔

—— کلکتہ۔ ۴ اپریل۔ آج کانگرس کی مجلس عاملہ نے افغانستان کے خشک میووں کے بائیکاٹ اور ان کے خلاف ایجی ٹیشن کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کی۔ اور یہ مسئلہ مولانا ابوالکلام آزاد کے سپرد کر دیا۔ جو ہندوستان کے تجارتی مفاد اور ہندوستانیوں کی پوزیشن کے تحفظ کے لئے ہندوستان اور کابل کے حکام کے ساتھ گفت و شنید کریں گے۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس جاری ہے وزارت پارٹی اور کانگرسی ممبروں کی خوب جھڑپیں ہو رہی ہیں۔

—— حیدر آباد دکن۔ ۶ اپریل۔ یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ جس میں بارہ آدمی مجروح ہوئے۔ ہندوؤں نے خواہ مخواہ پولیس کی جمعیت اور مسلمانوں پر حملے کئے۔

—— نئی دہلی۔ ۶ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند جولائی میں ۴ ماہ کی رخصت پر ولایت جا رہے ہیں۔ آپ کی غیر حاضری میں لارڈ برابورن گورنر بنگال قائم مقام وائسرائے ہونگے۔

—— کراچی۔ ۶ اپریل۔ حکومت سندھ نے تین لاکھ روپیہ مالیہ معاف کر دیا ہے۔

—— جبل الطارق۔ ۵ اپریل۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی سے متعلق تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ فرانکو کی فوج نے لریڈا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی باغیوں کی جیت ہو رہی ہے۔ اس وقت باغی فوجیں بحیرۂ روم سے صرف سولہ میل دور رہ گئی ہیں۔

—— واشنگٹن۔ ۵ اپریل۔ امریکہ کی سٹیٹ نے اس تجویز کی تائید کی ہے۔ کہ امریکہ ۳۵ ہزار ٹن سے زیادہ وزنی جہاز بنانے شروع کرے۔ وزیر دفاع نے اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر تینوں فسطائی حکومتیں حملہ کر دیں۔ تو امریکہ کے لئے اپنا بچاؤ مشکل ہو جائے گا۔

—— سارا گوسا۔ ۵ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہسپانیہ کے ۵۰ صوبجاتی دارالحکومتوں میں سے جنرل فرانکو ۳۷ پر قبضہ کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد اہم صوبجاتی شہر بھی اس کے زیر اثر آچکے ہیں۔

—— لندن۔ ۶ اپریل۔ سلطان مسقط آج کل یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور ملک معظم کے مہمان کی حیثیت سے مقیم ہیں۔ آپ آج بحری بیڑہ کو دیکھنے کے لئے پلے ماؤتھ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے بیڑہ کو دیکھا۔ آپ کو تیز رفتار آبدوز کشتی کی سیر کرائی گئی۔

—— لندن۔ ۴ اپریل۔ آج دارالعوام میں مسٹر آرتھر گرین وڈ نے حکومت کی خارجہ پالیسی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی۔ یہ بحث ناگوار صورت اختیار کر گئی۔ ایک مزدور ممبر نے ایک قدامت پسند ممبر کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔

—— جاپان کے امپیریل ہیڈ کوارٹرز کا ایک بیان مظہر ہے۔ کہ جب سے چین و جاپان کی جنگ کا آغاز ہوا ہے۔ سارے چین میں اس وقت تک کل دو لاکھ ۸۰ ہزار جاپانی کام آچکے ہیں۔

—— بوڈاپسٹ۔ ۵ اپریل۔ آسٹریا کے جرمنی سے الحاق کے بعد ہنگری کے بعض سیاسی حلقوں نے شورش برپا کر دی تھی۔ حکومت نے ان کو زبردست انتباہ کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے۔ کہ اگر شورش پسندوں نے اپنی سرگرمیوں کو ترک نہ کیا۔ تو حکومت انہیں کچل ڈالے گی۔

—— شیخوپورہ میں ۷ کانسٹیبل بھرتی ہونے تھے ہزار ہا درخواستوں میں سے ۷۹ امیدواروں کو طلب کیا گیا۔ ۷ منتخب امیدواروں میں سے ایک پنجاب یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہے۔

—— مسٹر گاندھی نے سردار منگل سنگھ رکن اسمبلی کو کلکتہ آنے کی دعوت دی ہے۔ تاکہ مسئلہ شہید گنج کے تصفیہ کے امکانات پر تبادلۂ خیالات کیا جائے۔

—— یکم اپریل سے ریاست جودھپور کے تین پرگنے جو اس وقت تک چیف کمشنر اجمیر مارواڑ کے علاقہ میں تھے۔ ریاست مذکور کو واپس کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے نام تودگڑھ دیولواڑ اور سروتہ ہیں۔

—— ہائیکورٹ پنجاب نے سکھوں کی وہ درخواست مسترد کر دی۔ جو انہوں نے سردار محمد خاں کے مقابلہ پر دی تھی۔ کہ تل نالہ سے پانی بھرنے کے لئے انہیں سابقہ راستہ سے گزرنے کی اجازت دی جائے۔ جواب بند کر دیا گیا ہے۔

—— وزیر اعظم پنجاب نے اسمبلی میں اعلان کیا۔ کہ انہوں نے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ تاکہ آئندہ اچھوتوں کو پولیس افسروں میں بھرتی کیا جائے۔ بشرطیکہ وہ مقررہ معیار کے مطابق قابلیت رکھتے ہوں۔

—— حکومت بہار نے یکم اپریل سے ضلع سرن میں شراب۔ تاڑی۔ گانجا اور بھنگ کی تمام دکانیں بند کر دی ہیں۔

—— قصور میں امتناع شراب کی قرارداد کے حق میں ۸۸۱۶ ووٹروں نے رائے دی۔ صرف دو ووٹر شرابخوری کے حق میں تھے۔ لہٰذا یکم اپریل سے شہر میں شراب خوری کی بندش ہو گئی ہے۔

—— مرکزی اسمبلی میں مسٹر بی۔ داس نے ساردا ایکٹ کا ترمیمی بل پیش کیا۔ اور اپیل کی۔ کہ اس بل کو فوراً منظور کر لیا جائے۔ پرانے خیالات کے ہندوؤں نے بل کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ خصوصاً دفعہ ۶ کے خلاف جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ مجسٹریٹوں کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ کمسنی کی شادیوں کے خلاف قانونی طاقت استعمال کریں۔ بل پر بحث ہوئی اور ترمیم شدہ بل $\frac{47}{16}$ آراء سے منظور ہو گیا۔

—— ہر ہٹلر نپولین کی طرح سارے یورپ کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ عام خیال ہے۔ کہ آسٹریا کے بعد وہ ہنگری پر قبضہ کریگا۔ کیونکہ وہاں کی نصف آبادی اس کے حق میں ہے۔

—— ٹرکی میں چونکہ کنواروں پر بھاری ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اس جدید قانون کی وجہ سے شادی کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے۔ چنانچہ استنبول میں ۳ ماہ کے اندر ۱۳۲۵ شادیاں ہوئیں۔

—— منگولیا کی حکومت نے سوویٹ روس کی امداد سے اپنی سرحدات پر ۵۰ ہزار پیادہ فوج متعین کر دی ہے۔ جس کی امداد کے لئے رسالہ توپ خانہ۔ ہوائی فوج اور مسلح موٹریں بھی موجود ہیں۔

—— گرینڈ کنال کے قریب چینیوں نے ۴۰ ہزار جاپانیوں کو محصور کر لیا ہے۔ جاپانی محصورین اپنے بچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔

—— لڑائی زور شور سے جاری ہے۔ ایک مربع میل کے اندر جس قدر دیہات تھے۔ وہ زمین کے ساتھ اس طرح ہموار کر دیئے گئے ہیں۔ گویا ان کا صفحہ ہستی پر کبھی نام و نشان تک نہیں تھا۔

—— میکسیکو نے امریکن کمپنیوں سے تیل کے چشموں کا اجارہ چھین لیا۔ اس پر ریاستہائے متحدہ نے میکسیکو کی چاندی کی خرید بند کر دی۔ جس سے چاندی کا بھاؤ گر گیا۔ حکومت میکسیکو نے حکم دیا ہے۔ کہ امریکن کمپنیوں کو ہرجانہ دیا جائے۔

—— جنگ سپین۔ اس وقت اطالوی رضاکاروں کے علاوہ ہسپانیہ میں ۶۰ ہزار باقاعدہ اطالوی فوج موجود ہے۔ جس کی قیادت جنرل بوٹی اور سانشنی کے ذمہ ہے۔

—— لنڈن۔ ۹ ر اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چینی افواج سے شکست کھا کر جاپانی فوجیں پسپا ہو رہی ہیں۔ لیکن چینی فوجوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا ہے۔ جاپانی فوجوں کو کوئی کمک بھی نہیں پہنچ رہی۔ کیونکہ چینیوں نے تمام ریلوے لائنوں کو اڑا دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس لڑائی میں چینیوں نے جاپانیوں کی ۱۰ ہزار رائفلوں ۹ سو مشین گنوں ۷۷ توپوں اور ۳۰ مسلح کاروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹے کے اندر قریباً دس ہزار جاپانی ہلاک ہو چکے ہیں۔

—— ہردوار ۹ ر اپریل۔ سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ایک قرارداد منظور کر کے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پنڈت مالویہ کے زیر قیادت ایک وفد ہز ایکسلنسی وائسرائے سے ملاقات کر کے ان سے درخواست کرے کہ ہندوستان میں ذبح گاؤ کو بند کر دیا جائے۔

—— لنڈن ۹ ر اپریل۔ ٹائینٹسن پوکو ریلوے کے محاذ پر جاپان کو سخت ہزیمت ہوئی۔ جاپانی فوج تیزی سے پسپا ہو رہی ہے۔ چینیوں نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے۔ کہ لڑائی میں سات آٹھ ہزار جاپانی سپاہی ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— لنڈن ۹ ر اپریل۔ برمنگھم میں اڑھائی ہزار کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم نے کہا۔ ہم نے پختہ عزم کیا ہے۔ کہ اپنے ملک کو پوری طرح مسلح کریں گے۔ کیونکہ یہی جنگ روکنے کا ذریعہ ہے ... اپنی قوم کے مردوں۔ عورتوں اور بچوں کی زندگیوں سے کھیلنا نہیں چاہتا۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ مستقبل میں جنگ ناگزیر ہو جائے۔ ... کہ ماضی میں ہو چکا ہے۔ تاہم میں اس امر کے متعلق اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جب تک مجھے اچھی طرح یقین نہ ہو جائے۔ کہ ہم جنگ کے سوا کسی اور ذریعہ سے اپنی ... کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اٹلی اور برطانیہ

کے درمیان معاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہر دو ممالک کے درمیان جلد دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

—— کلکتہ۔ ۹ ر اپریل۔ حکومت بنگال نے کلکتہ یونیورسٹی کے نام ہدایت جاری کی ہے۔ کہ یونیورسٹی کلرکوں کی آسامیوں میں سے ۳۳ فی صدی مسلمانوں کو دی جائیں

—— نئی دہلی۔ ۹ ر اپریل۔ سہارنپور میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند لدھیانہ میں یوم فلسطین پر ایک بغاوت انگیز تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ لدھیانہ میں ان کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— نئی دہلی۔ ۹ ر اپریل۔ گذشتہ جولائی کو ہوڑہ ایکسپریس کو بیہٹہ کے نزدیک جو حادثہ پیش آیا تھا۔ اس کے متعلق حکومت ہند کو سر جان ٹام کی تحقیقاتی رپورٹ موصول ہو چکی ہے۔ حکومت ہند نے اس رپورٹ پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی کو ہدایت کی جائے۔ کہ حادثہ میں جو اشخاص مجروح ہوئے تھے۔ ان کے معاملات پر غور کر کے ان کے جائز مطالبات پورے کئے جائیں۔ سر جان ٹام نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ ہوڑہ ایکسپریس کی تباہی لائن ٹوٹنے کی وجہ سے عمل میں آئی تھی۔ اور لائن "ایکس بی" انجن کی وجہ سے ٹوٹی تھی۔ کیونکہ انجن انتہائی رفتار سے چل رہا تھا۔ نیز لکھا ہے۔ کہ یہ حادثہ محض ریلوے کمپنی کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے۔ کہ مجروحین و ہلاک شدگان کے پسماندگان کو معاوضہ ادا کرے۔

—— نئی دہلی ۹ ر اپریل۔ ہندوستان سے سلطنت برطانیہ کے بعض حصوں میں بھیجے جانے والے تاروں کے نرخ میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ چنانچہ آئندہ برما اور سیلون کے سوا باقی مقامات کے لئے ہندوستان سے حسب ذیل شرح پر تار جائیں گے۔ ارجنٹ ایکروپیہ دس آنہ فی لفظ۔ عام ۱۳ آنے فی لفظ ڈیفرڈ ۶ آنے ۶ پائی فی لفظ۔

—— لاہور ۹ ر اپریل۔ حصار کے فسادات کے متعلق ایک قابل اعتراض مضمون شائع کرنے کی وجہ سے حکومت پنجاب نے اخبار "پرتاب" لاہور سے تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے۔ نیز دیوان پرنٹنگ پریس (جس میں اخبار مذکور طبع ہوتا ہے) کی دو ہزار کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔

مختصر فہرست فاروق بُک ایجنسی

(محصول ڈاک بذمہ خریدار)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید } بطرز یسرنا القرآن مترجم مجلد۔ ۸/

حمائل شریف۔ معرا۔ نہایت خوشخط مجلد۔ عہ/

حمائل شریف مترجم۔ نہایت خوشخط مجلد۔ عہ/

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ غیر مجلد عہ/

آئینہ حق نما۔ بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب۔ عہ/

قتل مرتد۔ از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ عہ/

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد } مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام از ابتدا تا دم وفات جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے۔ قیمت صرف عللہ/ چند نسخے مکمل باقی ہیں۔

تحفہ مستریاں } مستری عبد الکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات۔ ۵/

ہدایات زرّیں } برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ ۵/

بٹالوی کا انجام } مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت قیمت صرف ۴/

چھوت کا بھوت } ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۲/

خلافت محمود و مصلح موعود } امیر پیغام کا جواب ۸/

مرقع ثنائی } مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار۔ قیمت ۴/

تجلیات رحمانیہ } مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب۔ قیمت ۶/

صادق کلمات } مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب۔ قیمت ۴/

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی } مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴/

التشریح الصحیح } حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۸/

بحر حقیقت } غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب قیمت ۴/

تنقید صحیح } فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف۔ قیمت ۴/

مشین گن۔ رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴/

ویدک توحید کا آئینہ۔ رد آریہ ۲/

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام۔ ۱/

دھرمپال کا کچا چٹھہ۔ رد آریہ۔ ۱/

رسالہ گوشت خوری۔ ۲/

تنبیہ زبان دراز۔ ۱/

چودھویں صدی کا یہودی۔ ۲/

تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی امیر پیغام ۶/

فالنامہ صدیقی۔ ۸/

خطبات امیر۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے وہ معرکۃ الآرا خطبے جو حضور نے احرار اور گورنمنٹ اور تحریک جدید کے متعلق فرمائے۔ قیمت ۲/

ملنے کا پتہ:- **فاروق بُک ایجنسی قادیان**